اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی

29

عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری

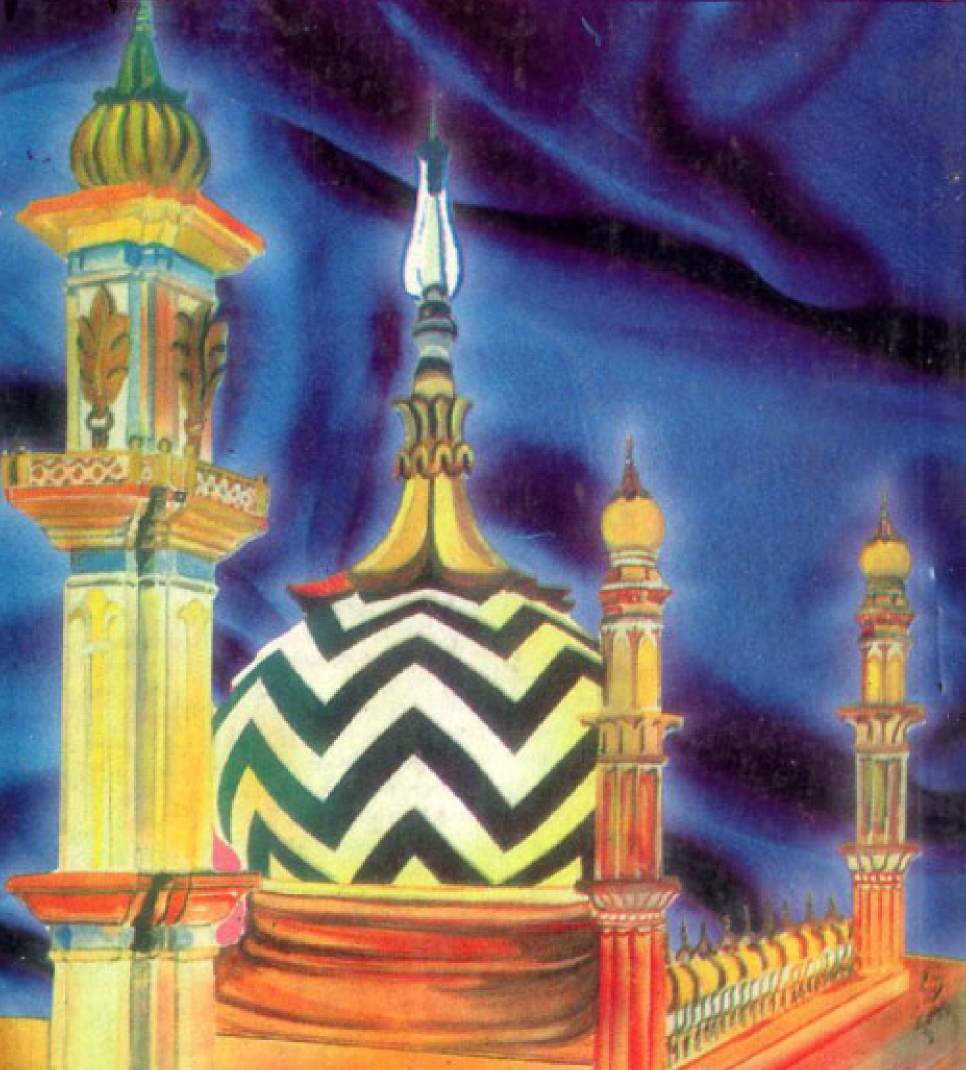

جملہ حقوق محفوظ

کتاب ———— اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی

مصنف ———— عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری

پروف ریڈنگ ———— حافظ ابوسفیان

کمپوزنگ ———— حجاز سپر مارٹ ستا ہوٹل دربار مارکیٹ

کمپوزر محمد ظفر اقبال مدثر اعوان (کیلانی)

ناشر ———— غوثیہ بک ڈپو مرید کے

اشاعت ———— اکتوبر 1999ء

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور

☆ حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

انتساب

احقر اپنی اس ناقابل ذکر کاوش کو اپنے مرشدی و مولائی، سیدی و سندی حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) مفتی اعظم دہلی کے فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی مظفر احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) کی جانب منسوب کرتا ہے۔ کیونکہ یہاں جو کچھ ہے اسی عالی گھرانے کی بھیک ہے۔

ہوتا رہے اختر کا اسی در سے گزارا
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اختر شاہجہانپوری مظہری عفی عنہ

حرف آغاز

آسمان علم و عرفاں کے نیر تاباں امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ متحدہ ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے تقریباً" ایک سال پہلے ۱۰ شوال المعظم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔۱ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) ہے موصوف ایک جید عالم دین اور مذہب اہلسنّت و جماعت کے پاسبان تھے۔ آپ کی تصانیف عالیہ کے مطالعہ سے اہل ایمان کے دلوں کو آج بھی سرور اور آنکھوں کو نور حاصل ہوتا ہے۔۲ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات اسی متن کی شرح تھی۔

جد امجد مولانا رضا علی خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ /۱۸۶۶) بھی جید عالم اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔۳ نومولود مہرو ماۂ حاضرہ پر ان کی خاص نظر کرم تھی۔ جب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا پیدائشی نام محمد اور تاریخی المختار رکھا گیا تو والدہ محترمہ امن میاں کہا کرتیں اور جد امجد احمد رضا خاں کے نام سے پکارا کرتے تھے' جس کے ساتھ آپ پوری دنیا میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ نے جب قلم ہاتھ میں لیا تو اپنے نام سے پہلے عبدالمصطفیٰ لکھنے کا التزام رکھا۔۴ اپنا نام عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں لکھنے کے آپ پوری طرح مستحق بھی تھے کیونکہ برٹش گورنمنٹ کے اس پر فتن دور میں جبکہ کتنے ہی صاحبان جبہ و دستار بڑے پر اسرار طور طریقے پر عقیدہ توحید و رسالت کی اصلی صورت کے مسخ کردینے پر تلے ہوئے تھے تو شمع رسالت کے اس پروانے اور سرمایہ ملت کے اس نگہبان نے عقیدہ توحید و رسالت کی حفاظت میں وہ عدیم المثال کارنامہ انجام دیا کہ آپ کی کارکردگی علمائے اسلام کو ہمیشہ مشعل راہ کا کام

دیتی رہے گی۔۱ گلشن مصطفےٰ کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے آپ بلبل باغ مدینہ بن کر اپنے قلب مضطر کو یوں تسکین دیا کرتے تھے۔

غم نہ رکھ رضا ذرا، تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے۔۲

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تقریباً" پونے چودہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ کے اندر درجہ کمال حاصل کر لیا تھا اور ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سند فراغ حاصل کی، اسی مبارک روز سے فتوی نویسی کا آغاز ہو گیا تھا اور اس روز مسئلہ رضاعت کے متعلق ایک استفتاء کا آپ نے جواب تحریر فرمایا۔ فتوی نویسی کا سلسلہ اس مبارک روز سے آخری وقت تک متواتر ۵۴ چون سال جاری رہا۔ آپ کے محیر العقول قلمی کارنامے کی وسعت، جامعیت اور بلند پروازی کو دیکھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات شہنشاہ بغداد، غوث اعظم، سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ (المتوفی ۵۶۱ھ) کی کرامتوں میں سے ایک کرامت اور سرور کون و مکاں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھی کیونکہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا قیامت تک مختلف صورتوں میں اظہار ہوتا ہی رہے گا۔

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے، اکثر علوم اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کئے تھے۔ آپ کو پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر دسترس حاصل تھی۔۱ اور ان میں آپ کی متعدد تصانیف موجود ہیں۔ ان میں سے بعض علوم میں آپ کو درجہ امامت حاصل تھا۔ کئی علوم ایسے ہیں جو آپ کے ساتھ ہی دفن ہو گئے اور ان میں کمال حاصل کرنا تو درکنار ان کی معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا بھی آج دنیا میں کوئی نظر نہیں آتا۔۲ حق یہ ہے کہ اس قدر علوم فنون کے حاصل کرنے اور ان میں اس درجہ کمال و استعداد پیدا کر لینے میں آپ کے کسب کو بہت کم دخل ہے اور حقیقت میں یہ فضل خداوندی اور عنایت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرشمہ کاری ہے۔۳

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء) کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ مرشد برحق صاحب بصیرت تھے اور انہوں نے آپ کی استعداد کو دیکھتے ہوئے اسی موقع پر اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرما دیا۔ اس مرد حق آگاہ کو آپ کی ذات پر بڑا فخر تھا۔ ایک موقع پر تو آپ نے یہاں تک فرما دیا تھا کہ ان کے بیعت ہونے سے پہلے میں بہت متفکر تھا لیکن اب میری وہ پریشانی دور ہو گئی ہے۔ اب اگر میدان حشر میں باری تعالی نے پوچھا کہ اے آل رسول! دنیا سے میرے لئے کیا لائے ہو؟ تو میں عرض کر دوں گا کہ اے پروردگار! میں دنیا سے تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔۴

۱۲۹ھ / ۱۸۷۸ء میں آپ نے اپنے والدین کریمین کے ساتھ حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا اور روضہ مطہرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس موقع پر ایک روز آپ مقام ابراہیم میں بعد نماز مغرب نماز پڑھ رہے تھے، حرم شریف میں شافعی حضرات کی امامت کا فریضہ انجام دینے والے مولانا حسین بن صالح جمل اللیل رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء) نے جب آپ کو دیکھا تو بڑی شفقت سے پیش آئے اور بغیر کسی سابقہ تعارف کے آپ کو اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک آپ کی پیشانی کو تھامے رکھا اور بوسہ دے کر فرمایا انی اجدنور اللہ من ھذا الجبین

(میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں)

اس کے بعد مولانا حسین بن صالح رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ

قادریہ کی اجازت سے مشرف فرمایا اور صحاح ستہ کی سند دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ اس سند میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ / ۸۶۹ء) تک صرف گیارہ واسطے ہیں۔ موصوف کی ایک کتاب الجوھرۃ المضیہ تھی جس میں شافعی مذہب کے مطابق مناسک حج بیان کئے تھے۔ آپ کی خواہش پر امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے عربی میں اس کی شرح النیرۃ والوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ کے نام سے لکھی اور اس میں احناف کے مذہب کی وضاحت بھی کر دی گئی۔ جب یہ شرح لے کر آپ شیخ بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ملاحظہ فرمانے کے بعد وہ بہت خوش ہوئے اور ۲۳ تیئس سالہ مصنف اعظم کو تحسین و آفرین کے ساتھ خوب دعاؤں سے نوازا۔[۱]

دوسری مرتبہ یہ سعادت آپ کو ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حاصل ہوئی۔ یہ سال اس لحاظ سے بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ اس مبارک موقع پر حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر علمائے حرمین طیبین کے ہاتھوں حق و باطل کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس موقع پر علمائے حرمین نے آپ کی ایسی تعظیم و تکریم کی جو بہت کم بزرگوں کو میسر آئی ہے۔ ان حضرات نے آپ کو علم و عرفان کا نیر تاباں پایا اس لئے پکار اٹھے کہ یہ تو مرجع علماء، امام زمانہ، اپنے وقت کے یگانہ اور اس صدی کے برحق مجدد ہیں۔ اس لئے ان حضرات نے آپ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کیں اور اسے اپنے لئے سرمایہ افتخار تصور کیا۔[۱]

علمائے حرمین طیبین نے اس موقع پر آپ کے فتوی المعتمد المستند کی تائید و حمایت میں تقریظیں لکھیں جن کے مجموعے کا تاریخی نام حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ہے۔[۲] ہے آپ نے علم غیب کے بارے میں کتابوں کی مدد کے بغیر محض تائید ایزدی کے سہارے ساڑھے آٹھ گھنٹے

میں ایک عظیم کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ کے تاریخی نام سے عربی میں لکھی تھی۔ علمائے حرمین شریفین نے اس پر بھی دھوم دھام سے تقریظیں لکھی تھیں۔[۳] ایک منصف مزاج جب ان دونوں کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے تو حق و باطل میں تمیز کرنا اس کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں رہ جاتا۔ ویسے واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

اس زمانے میں نوٹ ایک نئی ایجاد تھی۔ مختلف علماء کی خدمت میں اس کی شرعی حیثیت معلوم کرنے کے لئے سوالات پیش ہوتے رہتے تھے لیکن کسی عالم سے اس کی اصلی حقیقت کا تعین نہیں ہو سکا تھا کیونکہ قسام ازل نے اس کے حل کرنے کا مبارک سہرا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے سر پر سجایا ہوا تھا۔ جب حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر علم و عرفاں کے اس مہر درخشاں کا طلوع ہوا اور ان حضرات نے آپ کی وسیع النظری اور بلند پرواز کا نظارہ کیا تو بعض علمائے مکہ مکرمہ نے فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں نوٹ کے متعلق بارہ سوالات بطور استفتاء پیش کر دیئے یعنی پیاسے کنوئیں پر آپہنچے۔[۱]

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے دوشنبہ کے روز ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ کو مکہ معظمہ کے اندر ان کے جواب سے فراغت پائی اور کتابوں کی مدد کے بغیر ایسا محققانہ جواب تحریر فرمایا کہ دنیائے اسلام کے اہل نظر دنگ رہ گئے۔ کتنے ہی اسلامی ممالک کے علماء نے نوٹ کے بارے میں اپنی تحقیق کا اظہار کیا تھا لیکن سب کو تسلیم کرنا پڑا کہ اس نشانے پر اگر کسی کا تیر لگا ہے تو وہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء) کی یاد اہل نظر کو بار بار ستا رہی تھی اور اس انجمن کے موقع پر وہ زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے۔

ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون
اٹھ گیا ناوک فگن مارے گا دل پر تیر کون

انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تو علمی مشکلات کو سلجھانے میں علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی وسیع النظر واقع ہوئے ہیں۔۱ پوری دنیائے اسلام کے اندر نوٹ کے بارے میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق پر عمل ہو رہا ہے۔ کوئی اپنے اکابر کی تنگ دامانی و کوتاہ نظری اور فاضل بریلوی کی اصابت رائے و وسعت نظر کو تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن جملہ موافقین و مخالفین کا عمل نوٹ کے سلسلے میں کلک رضا کی نگارشات پر ہے کیونکہ ان پر عمل کیے بغیر مخالفین کے لئے بھی اور کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے اور وہ زبان سے اقرار کریں یا نہ کریں لیکن ان کے دل اس بات کو ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ

فقیہ اعظم اہل جہاں احمد رضا تم ہو
مقام فقہ میں عرش آستاں احمد رضا تم ہو

اب تک جو حضرات نوٹ کو وثیقہ و مثل تمسک بتاتے تھے، نوٹ کی خرید و فروخت برابر قیمت پر بھی مست نہیں مانتے تھے اور بحیلہ عقد حوالہ کا راستہ دکھاتے رہتے تھے بلکہ نوٹ کو کم یا زیادہ قیمت پر دینا سود ٹھہراتے تھے۔۲ اگرچہ ان کی بے بضاعتی کا اقرار نہ کیا جائے لیکن ایسے حضرات کی تحقیق پر کوئی ان کا بڑے سے بڑا معتقد اور انہیں فقیہ النفس بتانے والا بھی عمل کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔ یہ صورت حال صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد برحق یعنی امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیقات جلیلہ سے کوئی موافق یا مخالف مستغنی نہیں ہے۔

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے جوابات کے مجموعے کا تاریخی نام کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم رکھا تھا۔ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوئی (المتوفی ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۶ء) نے نوٹ کے بارے میں تحقیق کرتے ہوئے جو ٹھوکریں کھائی تھیں ان کی جانب اشارے کر دیئے تھے۔۳ (۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء) میں آپ نے اس رسالے کا ضمیمہ کا سرالسفیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدراہم کے تاریخی نام سے عربی میں لکھا اور اس کے اردو ترجمے کو الذیل المنوط لرسالہ النوط کے تاریخی لقب سے ملقب فرمایا۔ اس کا تاریخی نام نوٹ کے متعلق سب مسائل بھی ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اس ذیلی رسالے میں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتوے پر نوے اور مولی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تحقیقات پر ایک سو بیس رد قائم فرمائے ہیں جن میں سے کسی ایک کو بھی آج تک غلط ثابت نہیں کیا جا سکا ہے، اگر آپ کے اس فتوے کو بھی نگاہ انصاف سے دیکھ لیا جائے تو کوئی بھی محافظ کتب حرم مولانا سید اسمٰعیل بن سید خلیل مکی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کی تصدیق کیے بغیر نہ رہ سکے گا جنہوں نے فرمایا تھا۔

واللہ اقول والحق اقول انہ لو	خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا
راھا ابوحنیفہ النعمان	ہوں کہ اگر امام اعظم ابوحنیفہ اس کو
لاقرت عینہ ولجعل	دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں
مؤلفھامن جملہ الاصحاب ۴	اور اس کے مؤلف کو اپنے خاص شاگردوں میں شامل فرماتے۔

یہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا پوری دنیا پر عظیم احسان ہے کہ آپ کے ذریعے نوٹ کی شرعی حیثیت کا واقعی تعین ہو گیا جس پر پوری دنیا کا عمل ہے، اس عظیم الشان کارنامے کا آپ کو خود بھی احساس تھا لیکن باوجود اس مرد حق آگاہ نے ڈینگیں نہیں ماریں بلکہ یہ ایمان افروز اور قابل [illegible]

اتباع وضاحت فرمائی۔

وللہ الحمد با ایں ہمہ حاشانہ فقیر مجتہد ہے نہ آئمہ مجتہدین کے ادنی غلاموں کا پاسنگ، ان کے خاک نعل کے برابر بھی عنہ نہیں رکھتا، نہ معاذ اللہ شرع الٰہی میں اپنی عقل قاصر کے بھروسے پر کچھ بڑھا سکتا ہے۔ اس فتوی اور ان دونوں رسالوں میں جو کچھ ہے جہد المقل ہے یعنی ایک نوا محتاج کی اپنی طاقت بھر کوشش۔ اگر حق ہے تو محض میرے مولی پھر اس کے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کرم ہے اور اسی کے وجہ کریم کے لئے حمد ہے اور اس کے فضل سے امید ہے کہ انشاء اللہ الکریم ضرور حق ہے۔ اس کے گھر کی برکات دلکشا اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کرم جانفزا نے اپنے گدائے بے قدر پر یہ فیضان کئے ہیں ورنہ کہاں یہ عاجز اور کہاں ڈیڑھ دن سے کم میں یہ رسالہ تصنیف کر دینا۔ پھر اس کے شہر کریم کے اکابر علمائے کرام نے اس درجہ اسے پسند فرمایا، یہ بفضلہ عزوجل سب آثار قبول ہیں اور اگر شاید یہاں علم الٰہی میں کوئی دقیقہ ایسا ہے جس تک نہ میری نظر پہنچی نہ ان علمائے کرام بلد اللہ الحرام کی، تو میں اپنے رب عزوجل کی طرف انابت کرتا اور ہر مسئلہ میں اس پر اعتقاد رکھتا ہوں جو اس کے نزدیک حق ہے اور وہ کہتا ہوں جو میرے امام اعظم کے امام اعظم حضور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا

فان یک صوابا فمن اللہ تعالی وان یک خطاء فمنی و من الشیطان واللہ ورسولہ بریئان ۱ھ

جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملت اسلامیہ پر اتنے احسانات ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ قدرت نے تجدید دین و ملت کا فریضہ جس کے سپرد کیا ہو اور جسے چودھویں صدی میں سرمایہ ملت کا نگہبان بنایا ہو، اس کے احسانات بھلا

کون شمار کر سکتا ہے۔ آپ نے جبوں اور عماموں کے تقدس میں چھپے ہوئے گمراہ گروں اور منصب افتاو مسند ارشاد پر فائز ہونے والے نصوص دین کی غیر اسلامی حرکتوں اور گمراہ گری کی پراسرار کارگزاریوں کا ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ یعنی آخری دم تک پوری طرح سدباب کیا۔ ہر پراسرار رہزن دین و ایمان سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسے تقریر و تحریر کے میدان سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر کے حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیا تھا۔ مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگانے والے تقدس مآب بدخواہوں کا عمر بھر محاسبہ کرتے رہے اور ایسے حضرات کے چہروں پر پڑی ہوئی خوشنما نقابوں کو تائید ایزدی و عطائے مصطفوی سے ہٹاتے اور سب کو سر بازار ان کے منحوس چہرے دکھاتے رہے تاکہ کوئی مسلمان بے خبری میں ان کے پیچھے لگ کر اپنی متاع دین و ایمان کو ضائع نہ کر بیٹھے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں جو پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر مشتمل ہیں۔ زیر نظر مقالہ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ گوئی سے تعلق رکھتا ہے۔ اگرچہ میرے جیسا بے بضاعت اور علمی لحاظ سے قلاش انسان اس عظیم الشان ہستی کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھ سکتا کیونکہ یہ حقیر سی چیونٹی اس علم و عرفان کے بحر بیکراں کی وسعتوں کا اندازہ کس طرح کرے؟ اپنی بے مائیگی و تہی دامانی کے باوجود محض تائید ایزدی و عنایت مصطفوی کے بھروسے پر قلم سنبھالا اور لکھنے بیٹھ گیا ہوں خدائے ذوالمنن اسے میرے لئے توشہ آخرت و ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یا الہ العلمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا و مولینا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین

عبدالحکیم اختر عفی عنہ

تاریخ گوئی کے عام نمونے

مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو تاریخ گوئی میں جتنا کمال حاصل تھا اس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں ہزاروں تاریخیں کہی ہوں گی۔ اس حقیقت کے باوجود ہمیں اپنی اس کوتاہی کا اعتراف بھی کرنا پڑتا ہے کہ آپ کی کہی ہوئی تمام تاریخوں کو منظر عام پر لانے کی ماضی میں کما حقہ کوشش نہیں کی گئی تھی۔ جو تاریخیں بعض مطبوعات میں ملتی ہیں ان کی نسبت یقیناً ایسی تاریخیں بہت زیادہ ہوں گی جنہیں ممکن ہے ضبط تحریر میں تو لایا گیا ہو لیکن منظر عام پر لانے کی کوشش نہیں کی گئی ہو گی۔

جہاں غیر مطبوعہ تاریخوں تک احقر کے لئے رسائی ناممکن ہے وہاں تمام مطبوعہ تاریخوں کا جمع کر لینا بھی میرے جیسے گوشہ نشین انسان کے لئے بہت مشکل ہے۔ اس مختصر سے مقالے میں بطور نمونہ کچھ تاریخی مادے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ ایک جانب حوصلہ مند حضرات کو زیادہ سے زیادہ تاریخیں جمع کرنے کا شوق پیدا ہو اور دوسری جانب قارئین کرام کو یہ اندازہ کرنا آسان ہو جائے کہ اس صدی کے مجدد برحق کو فن تاریخ گوئی میں کس درجہ کمال حاصل تھا۔

(۱)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) کی تاریخ ولادت کے آٹھ تاریخی مادے نکالے تھے جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جاء ولی نقی الشباب علی الشان

۲۔ رضی الاعمل بھی المکان

۳۔ ھو اجل محقق الافاضل

۴۔ شھاب المحققین الاماثل

۵۔ قمرفی برج الشرف

۶۔ بری من الخوق والکلف

۷۔ افضل سباق العلماء

۸۔ اقدام حذاق الکملاء

(۲)

اپنے جد امجد مولانا رضا علی خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء) کی قرآن کریم سے ایسی ایمان افروز تاریخ وفات نکالی جو واقعی اولیاء اللہ کا مقدر ہوتی ہے اور جو اللہ والوں کی اخروی زندگی کا وہ قابل رشک نقشہ ہے جو اللہ کے کلام معجز نظام نے کھینچا ہے۔ لیجئے وہ قرآنی تاریخ پڑھئے اور لطف اٹھائیے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔۲

(۳)

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں ہوئی تھی۔ سن شعور کو پہنچے تو آپ نے قرآن کریم سے اپنی ولادت کی تاریخ نکالی۔ تاریخ کیا نکالی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ قدرت نے اس صدی کے مجدد برحق سے تاریخ پیدائش کے لئے وہ آیت لکھوائی جس کے کوزے میں آپ کے حالات و کمالات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ نگاہ بصیرت رکھنے والے حضرات اس قرآنی تاریخ کے ہر لفظ کے اندر چھپے ہوئے بحر معانی میں غوطہ لگا کر سرمایہ ملت کے اس نگہبان کے حالات و کمالات سے مطابقت کر کے فضل خداوندی اور عنایت مصطفوی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے واقعات کی روشنی میں کریں۔ لیجئے وہ ایمان افروز تاریخ یہ ہے۔

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔

دل میں ایمان ثبت ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو گا کہ امام احمد خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو قدرت ۔نے اس صدی میں ہدایت کا ایسا نشان بنا دیا کہ جن افراد، گھرانوں یا اداروں کو آپ سے علمی، اعتقادی و روحانی تعلق ہے وہ مذہب اہلسنت و جماعت پر ثابت قدم اور جادہ مستقیم پر گامزن ہیں، لیکن جن افراد، گھرانوں یا اداروں کو آپ سے نسبت یا اصولی اتفاق نہیں وہ یا تو پورے طور پر بد مذہبوں کی جھولی میں جا چکے ہیں یا سنی بھی رہے تو ایسے کہ

گدائے میکدہ ہوں ہر طرح کی ہے پیالے میں

رہی اس تاریخ کی تائید ایزدی والی بات تو برٹش گورنمنٹ کے پرفتن دور میں جب جبوں اور عماموں کے تقدس میں چھپ کر کتنے ہی پراسرار لصوص دین نے اپنا کام شروع کر رکھا تھا۔ مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگا رہے تھے۔ اسلاف کی مقدس امانت اور اسلام کی اصلی تصویر یعنی مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کو تبدیل کرنے یعنی اسلام کا حلیہ مسخ کر دینے پر تلے ہوئے تھے راہنمائی کے پردے میں رہزنی، خیر خواہی کے لبادے میں بدخواہی اور اصلاح کی آڑ میں فساد برپا کر رہے تھے تو وہ امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ہی مرد میدان ہے جو ان پراسرار مفسدین سے معرکہ آراء ہوا اور ہر ایک کے چہرے پر پڑی ہوئی خوشنما نقاب کو نوچ کر اس نے ایسے ہر بدخواہ کا بدنما چہرہ سربازار سب کو دکھا دیا۔ یہ آگے اپنا اپنا فیصلہ ہے کہ کوئی چاہے ان لصوص دین کو اسلام و مسلمین کا بدخواہ تسلیم کرے اور چاہے اس بات پر ناراض ہو کر فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ہی کو مورد الزام ٹھہرانے لگے کہ انہوں نے ہمارے فلاں بزرگ کی اسلام دشمنی اور ملت فروشی کا راز فاش کیوں کیا تھا؟ اس پر جو خیر خواہی و اصلاح کا خوشنما پردہ پڑا ہوا تھا اسے ہٹایا کیوں؟ ہمارے قبلہ و کعبہ کا منحوس چہرہ سے نقاب ہٹا کر

دوسروں کو دکھایا کیوں؟

بہرحال کوئی برا کہے یا بھلا لیکن بریلی کے اس مرد حق آگاہ نے یہ فریضہ ادا کیا اور یہ مقدس فریضہ ہر مجدد کو اپنے دور میں انجام دینا ہوتا ہے۔ یہ انبیائے کرام کی نیابت کا وہ عظیم الشان منصب ہے جو ہر ایک کا حصہ نہیں۔ بہرحال چودھویں صدی میں تجدید دین و ملت کا سہرا قدرت نے امام رضا احمد خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مبارک سر پر سجایا تھا اور آپ نے تائید ایزدی سے یہ فریضہ ایسا سرانجام دیا کہ لصوص دین میں سے کسی ایک کو علم و فضل کے تمام تر دعاوی کے باوجود تقریر و تحریر کے میدان میں آپ کے سامنے ٹھہرنے کی جرات نہ رہی اور اس مرد میدان کے سامنے سے سب کو قلمی میدان چھوڑ کر اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑا۔ یہ تائید ایزدی نہیں تو اور کیا ہے آپ کی ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف اس کارنامے کی صدیوں تک گواہی دیتی رہیں گی۔

(۴)

اس صدی کے مجدد برحق نے ۱۲۸۶ھ میں جب عمر عزیز کی چودہ منزلیں طے کر لیں اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال حاصل کر کے سند فراغ سے نوازے گئے اور اس نو عمری ہی میں مسند افتاء پر جلوہ افروز ہو چکے تو اسی سال یعنی ۱۲۸۶ھ میں ایک شخص، نو عمر مجدد کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ فلاں شخص نے امام باڑہ بنوایا ہے اور وہ اس کا تاریخی نام رکھنا چاہتے ہیں، کوئی اچھا سا تاریخی نام تجویز فرمائیے۔

چودہ سالہ مجدد برحق نے فوراً" جواب دیا کہ ان سے کہئے بدر رفض اس کا نام رکھ لیں۔ نام میں رفض کے لفظ کی موجودگی پر سائل تلملایا اور پینترا بدل کر کہنے لگا حضور! اس کی تعمیر چونکہ پچھلے سال مکمل ہو چکی تھی اس لئے کوئی ایسا تاریخی نام ارشاد فرمائیے جس سے ۱۲۸۵ھ برآمد ہو۔ امام اہلسنت نے بغیر کسی

توقف یا غور و خوض کے برجستہ فرمایا "تو پھر ان سے کہیے کہ اس کا نام دار رفض رکھ لیں۔ وہ شخص حقیقت میں لفظاً رفض کو تاریخی مادے سے نکلوانا چاہتا تھا لیکن کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ اسی لئے پھر عرض گزار ہوا کہ حضور! اس کا سنگ بنیاد ۱۲۸۴ھ میں رکھا گیا تھا' لہٰذا تاریخی نام ایسا ہونا چاہئے جس سے سنگ بنیاد رکھنے کے سال کا پتہ چلے۔ بریلی کے مرد حق آگاہ نے فوراً" فرمایا کہ ایسا ہے تو اس کا نام دار رفض رکھ لیجئے۔ آخر وہ شخص خاموشی سے کھسک گیا۔۱۱

(۵)

آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ایمان افروز کتاب سرور القلوب فی ذکر المحبوب ۱۲۸۸ھ میں مکمل ہو کر زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ سولہ سالہ مجدد کے اس پر دو تاریخی قطعے شائع ہوئے' جن میں سے ایک فارسی اور دوسرا اردو میں ہے۔ ان قطعوں کی روشنی میں سولہ سالہ مجدد کا فنی کمال ملاحظہ ہو۔

شد چو مطبوع ایں کتاب عجیب
بود در فکر سال طبع رضا
ناگہاں داد ہاتفش آواز
ذکر حاوی چہ مرہم جانہا

دیگر

میرے والد نے جب کیا تصنیف
یہ رسالہ بوصف شاہ ھدیٰ
جس کا ہر صفحہ تختہ فردوس
ہر ورق برگ سدرہ و طوبیٰ

گیسوئے حور' سواد حروف
مردم چشم حور' ہر نقطہ
یا قلم اس کا ابر نیساں ہے
ہر ورق اس کا علم کا دریا
ہر سطر رشک موج صافی ہے
دائروں کے صدف لکھوں تو بجا
نقطے جن کے ہیں گوہر شہوور
قیمت ان کی ہے جنت الماوی
سال تالیف میں رضا نے کہا
وصف خلق رسول امی کیا۔۱۱

(۶)

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے پیرو مرشد شیخ سید آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کا ۱۲۹۶ھ میں وصال ہوا۔ آپ نے اپنے مرشد کامل کے وصال کی مختلف تاریخیں کہیں' پہلے دو تاریخی مادے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ تواریخ الاولیاء ۱۲۹۶ھ

۲۔ رضی اللہ عنہ والمحبوب ۱۲۹۶ھ

دیگر

خذ التاریخ فی التوشیخ نظما
یلوح کانہ البدر المنیر
وخذ من کل قطر مثل سطر
تکن ستا ولیس لہ نظیر

ولی طاہر بر امام

وصول طیب بدر امیر

دیگر

ذیل کے مربع سے بھی سید آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی سولہ تاریخیں مستخرج ہوتی ہیں کیونکہ اس مربع کی جتنی چالیں ہیں اتنی ہی تاریخیں نکل آئیں گی۔ ذرا فن تاریخ گوئی کا یہ کمال تو ملاحظہ ہو اور یہ بھی مدنظر رہے کہ تاریخ لکھنے والے نابغہ عصر و عبقری کی عمر صرف چوبیس سال ہے۔

مربع یہ ہے۔

طارم محل ۳۲۸	واصل برب ۳۳۱	اصفی عمل ۳۲۱	اجود قرب ۳۱۶
جر سمی ۳۲۰	اشید مجد ۳۱۷	آل رسول ۳۲۷	اتقی صفا ۳۳۲
فرد اجل ۳۱۸	اصفی السنا ۳۲۳	آب [illegible] دیں ۳۲۹	جان عرب ۳۲۶
کنف صفی ۳۳۰	شاہ ھدی ۳۲۵	نور نجی ۳۱۹	اُفق العلی ۳۲۲

(۷)

۱۲۹۷ھ میں سید آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ سید ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) سجادہ نشین ہوئے۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی سجادہ نشینی کی یہ دو تاریخیں نکالیں۔

۱۔ میست بیت نجیبی ۱۲۹۷ھ

۲۔ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید ۱۲۹۷ھ

(۸)

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے پیران پیر سید حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۱۹۸ھ میں وصال ہوا تھا۔ آپ نے غالباً ۱۲۹۷ھ میں قرآن کریم سے ان کے وصال کی یہ تاریخ نکالی تھی۔

ادخلی فی جنتی۔ص

(۹)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۲۹۷ھ میں وصال ہوا تھا۔ مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ نے ان کے وصال کی متعدد تاریخیں نکالیں جو آپ کی فنی مہارت کی واضح شہادت دے رہی ہیں۔ یہاں نمونے کے طور پر صرف گیارہ تاریخیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ وادخلی فی جنتی وعبادی ۱۲۹۷ھ

۲۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ الوھاب ۱۲۹۷ھ

۳۔ کان نھایہ جمع العظماء ۱۲۹۷ھ

۴۔ خاتم اجلہ الفقھا ۱۲۹۷ھ

۵۔ امین اللہ فی الارض ابدا ۱۲۹۷ھ

۶۔ ان موتہ العالم موتہ العالم ۱۲۹۷ھ

۷۔ وفات عالم الاسلام ثلمہ فی جمیع الانعام ۱۲۹۷ھ

۸۔ خلل فی باب العباد لا یندلی یوم القیام ۱۲۹۷ھ

۹۔ یاغفور ۱۲۹۷ھ

۱۰۔ کمل لہ ثوابک یوم النشور وامنحہ ۱۲۹۷ھ

۱۱۔ جنہ اعدت للمتقین ۱۲۹۷ھ۔۱

(۱۰)

کتاب نگارستان لطافت ۱۳۰۲ھ میں تالیف ہوئی جیسا کہ اس تاریخی نام سے خود عیاں ہے۔ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے لئے دو تاریخی قطعے لکھے جو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

یافت حسن حسن تحسین از حسان در ذکر حسین
گفت رضا تاریخ چنیں نعت اشرف قبلہ دین

(دیگر)

دل و جانم حسن حسن گفت و درسفت
بہ سلک مدحت میلاد اقدس
شنیدم نغمہ می زد بلبل خلد
مبارک شادی نعت مقدس

(۱۱)

۱۳۱۰ھ میں آپ کے پیرومرشد سید آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی کا مکہ مکرمہ میں وبائی مرض سے انتقال ہوگیا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس موقع پر ایک طویل تاریخی قطعہ لکھا ہے جس کے آخری چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

من بندہ رضا کہ خانہ زادم
چوں گوش بسوئے دل نہادم
محزون زغمش فسانہ میگفت
دروے درے سال می سفت
می درشت جلائل سیادت

ہم یافت بہم حج و شہادت
دو رحمت فاطمہ برو حش
روحے ملکی پر فتوحش
فی الخلد تحسنن الیہا
چوں گرش بسوئے دل نہادم
رضوان واسعا علیہا

(۱۲)

مولانا محمد اسماعیل قادری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کا ۱۳۱۷ھ میں وصال ہوا رسالہ مبارکہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین کا سال تصنیف و طباعت ہے۔ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے وصال کی نو تاریخیں جملوں کی صورت میں نکالیں۔ اس کے بعد دو قطعے لکھے پہلے قطعے کے ہر شعر سے تاریخ برآمد ہوتی ہے اور دوسرے قطعے کے ہر مصرعے سے۔ جملہ پچیس تاریخیں ہیں جو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ حمد الہ وصلوۃ علی محمد الحکیم ۱۳۱۷ھ
۲۔ رقعہ الناقیت ۱۳۱۷ھ
۳۔ عام وفات العلم البت ۱۳۱۷ھ
۴۔ الفاضل الکامل المحسن الجلیل ۱۳۱۷ھ
۵۔ المرض الاجل اسمٰعیل ۱۳۱۷ھ
۶۔ محائی الجل شاذلی الحسب ۱۳۱۷ھ
۷۔ قادری القدر اجل الرتب ۱۳۱۷ھ
۸۔ افادوا الوددو علیہ احسانہ الجسیم ۱۳۱۷ھ
۹۔ والسق اسمٰعیل بخدمہ ابراہیم ۱۳۱۷ھ

(قطعہ)

ا اسمعیل اسمعیل سنه احامی حاله من کل فتنه
ا اسمعیل اسمعیل صدق ارادع کل مین عین فطنه
ا اسمعیل اسمعیل حق اتاک الحق نکب کل محنه
لاسمعیل عنداللّٰه ان شاء واحده بمکرمه و منه
الا لایکین نعقل سعد اینقم رجع نفس مطمئنه
رواح الروم من کنف لسنی کزنه انجلی منها ابن مزنه
ستاه ونفعه باق بهیا فقطره دجنه و قمیر رجنه
یزف الی جنان جنان عفو لانوار واطیار مرنه
یحف به ملئکه اعزه باجنحه کسب مرثعنه
وان اسئل لاسمعیل منهم اجب ثقه بنول الله اله
لاسماعی لاسمعیل منها حلاه هجانه دخلاه هجنه

(دیگر)

ینمق فی تاریخ رحلته الرضا
سحاب میح السفح شواک بلت
بعد فی نعال فتروافقل منزل
واشرف نزل حزداد ذق تله
وقتلک مراقی اللطف کل کریهه
سقتک سواقی الواف لرج طله

(۱۳)

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے برادر اوسط مولانا حسن رضا بریلوی رحمتہ اللہ

علیہ (المتوفی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) کا نعتیہ کلام ذوق نعت المعروف بہ صلہ آخرت کے تاریخی نام سے ۱۳۲۶ھ میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ مجدد مائہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تاریخ طباعت کے دو قطعے لکھے۔ ہر تاریخ پورے مصرعہ سے برآمد ہوتی ہے۔ ان چودہ تاریخوں کی روشنی میں فنی کمال دیکھا جا سکتا ہے۔

قوت بازوئے من سنی بجدی قلن
حاج و زائر حسن سلمہ ذوالمنن
نعت چہ رنگیں نوشت شعر خوش آئیں نوشت
شعر مگو دیں نوشت دور زہر ریب وظن
شعرز شعرش عیاں عرش بہ جنبش نہاں
سینہ را حرز جاں بجدید را سر شکن
قلقل ایں تازہ جوش بادہ بہنگام نوش
نور فشاند بگوش شہد چکاں در دہن
کلک رضا سال طبع گفت بہ افضل طبع
زانکہ ز اقوال طبع کلک بود نغمہ زن
اوج ببیں محمدت جلوہ گہ مرحمت
عافیت عاقبت بلو نوائے حسن
بلو نوائے حسن باب رضائے حسن
باب رضائے حسن باز بہ جلب منن
باز بہ جلب منن بازوئے بخت قوی
بازوئے بخت قوی نیک حجاب لحن
نیک حجاب محن فضل عفو و سنی

فضل عفو بنی' جبل وی و جبل من

(دیگر)

نعت حسن آمده نعت حسن
کلک رضا باد بزین سلام
ان من الذوق لسحر بمه
ان من الشعر لحکمه تمام
کلک رضا داد چناں سال آں
یافت قبول از شه رسل الانام

(۱۴)

مولانا ناصر الدین محمد شفیع صاحب رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کا ۱۳۲۶ھ میں انتقال ہوا۔ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے سال وفات کی یاد تازہ رکھنے کی غرض سے یہ تاریخی شعر موزوں فرما دیا۔

رفعت بیاد حبیب' گفت رضا سال نقل
یاد محمد شفیع' بہر محمد شفیع

(۱۵)

۱۳۲۶ھ کی بات ہے کہ علاقہ میوات میں دیوبندی مولویوں نے بڑا اودھم مچایا ہوا تھا میو حضرات کی جہالت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے دیوبندی مولوی جگہ جگہ علمائے اہل سنت پر تبرہ بازی کرتے اور مناظرے کا چیلنج دیتے رہتے تھے۔ ریاست الور کے اندر مولانا شاہ محمد رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) بھی جلوہ افروز تھے۔ آپ علم و عرفان کی دولت سے مالا مال اور اسلاف کی

مقدس نشانی تھے۔

مذکورہ صورت حال دیکھتے ہوئے مولانا رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا احمد حسین خاں رامپوری رحمتہ الیہ علیہ کو بریلی شریف بھیجا تاکہ مجدد دین و ملت کسی سنی مناظر کو وہاں سے روانہ فرمائیں جو دیوبندی مذہب کی بے دینی کا راز طشت از بام کر دکھائے۔ چنانچہ جب وہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا بیان کیا تو امام اہل سنت نے مولانا ظفر الدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) کو طلب کیا اور فرمایا کہ علاقہ میوات' نواح فیروز پور جھرکہ میں دیوبندی مولویوں سے جا کر مناظرہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ فتح یاب ہو کر لوٹو گے۔ فتح کی بشارت کے ساتھ آپ نے مولانا ظفر الدین علیہ الرحمہ کو مدینہ طیبہ کا ایک بیش قیمت اونی جبہ بھی مرحمت فرمایا۔ یوں تو مولانا البہاری کو اعلیٰ حضرت اپنی اولاد کی طرح سمجھتے تھے لیکن اللہ والے کسی خاص موقع پر جب کسی کو تبرکات سے نوازتے ہیں تو وہ ایسا راز ہوتا ہے جس کے سمجھنے سے عقل ہمیشہ قاصر رہی ہے۔

جب مولانا ظفر الدین بہاری پہنچے تو مناظرے کے لئے کئی دیوبندی مولوی بپھرے ہوئے تھے۔ پہلے جو صاحب مناظرے کے لئے مقرر ہوئے وہ تین چار سال مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے تھے اس لئے اپنی عربی دانی پر انہیں بڑا ناز تھا۔ جس کے باعث مصر رہے کہ مناظرہ عربی زبان میں ہو گا ان کی ناز برداری کے لئے یہ شرط مان لی گئی لیکن چند منٹ میں ان کی عربی دانی کا بھرم کھل گیا اور مجبوراً انہیں اعلان کرنا پڑا کہ اب مناظرہ اردو میں ہو گا۔ ابتدائی سوالات پر ہی ان کی علمیت کا طول و عرض بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ مہر سکوت لگ گئی اور جواب کے لئے منہ کھولنا دشوار ہو گیا۔ ثالث اور حکم نے ان سے اور دوسرے علمائے دیوبند سے بار بار کہا کہ جواب دیجئے اور آئے دن جو بلبلے کی طرح ابھرتے اور چیلنج دیتے

تھے وہ جوش دکھائیے۔ یہ کیسی جوانمردی ہے کہ ابتدائی سوالات پر ہی سارے دیوبندی مولوی جھاگ کی طرح تہ نشین ہو گئے اور کوئی ایک بھی بولنے کا نام نہیں لیتا۔

متواتر تین گھنٹے جواب کا تقاضا رہا لیکن ادھر جو مہر سکوت لگ چکی تھی اس نے کسی طرح بھی ٹوٹنے کا نام نہ لیا۔ آخر ثالث نے تین گھنٹے بعد اہل سنت و جماعت کی فتح اور دیوبندی حضرات کی شکست کا اعلان کرتے ہوئے کہہ دیا کہ صاف واضح ہو گیا کہ مولانا شاہ رکن الدین، مولانا ارشاد علی، مولانا ظفرالدین اور مولانا احمد حسین خاں وغیرہ علماء حق پر ہیں۔ اور دیوبندی علماء کا مذہب باطل ہے ورنہ یہ لاجواب نہ ہوتے۔

جب مولانا ظفرالدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو مناظرے کی ساری روئیداد سنائی اور یہ بھی بتایا کہ میوات کے اہل سنت کی یہ خواہش ہے کہ اس مناظرے کی ساری کارروائی ایک رسالے کی شکل میں مرتب کی جائے اور اس کی طباعت کے جملہ مصارف وہ لوگ خود برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مجدد برحق اس بات پر اور بھی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس رسالے کا تاریخی نام

کیے وہابیہ کا چپ مناظرہ

رکھنا۔ مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) نے اس کا تاریخی نام شکست سفاہت رکھا۔ چنانچہ ساری کارروائی کو ایک رسالے کی شکل میں جمع کیا گیا اور وہ رسالہ زیور طبع سے آراستہ کر کے متحدہ ہندوستان کے ہر گوشے میں بھیجا گیا۔ والحمدللہ علی ذالک۔۱

(۱۶)

مولانا مفتی شفیع احمد خاں قادری برکاتی رضوی بیسلپوری رحمتہ اللہ علیہ کا

۱۳۲۸ھ میں وصال ہوا۔ آپ رضوی دارالافتاء کے امین اور بریلی شریف کے مدرسہ منظراسلام میں مدرس تھے۔ اعلی حضرت نے یہ تاریخ وصال کہی۔

تاریخ لکھی رضا نے فورا"
یا رب تیرا شفیع احمد

(۱۷)

سید ایوب علی رضوی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ۱۳۳۶ھ میں پنجشنبہ (جمعرات) کے روز امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ حجام سے خط بنوا رہے تھے اور میں قریب ہی تپائی پر بیٹھا تھا۔ مولانا ظفرالدین قادری رضوی بہاری مدظلہ صدر مدرس مدرسہ علیہ سہسرام کا خط بنام اعلی حضرت آیا۔ حسب ارشاد میں نے پڑھ کر سنایا، خط میں ولادت فرزند کی بشارت کے ساتھ تاریخی تجویز فرمانے کی درخواست کی تھی۔ مجدد برحق رحمتہ اللہ علیہ نے سنتے ہی فرمایا کہ نام تو مختار الدین ہونا چاہئے۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ دیکھئے سید صاحب! اس نام میں تاریخ بھی ہو گئی ہے یا نہیں؟ میں نے دیکھا تو عدد ۱۳۳۶ ہی نکلے۔۔۔۲

مولانا ظفرالدین بہاری رحمتہ الہ علیہ کے یہ فرزند ارجمند بفضلہ تعالی بحیات ہیں اور دینی و دنیاوی علوم سے مالا مال ہونے کے ساتھ علی گڑھ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی عربی شاعری پر تحقیق کر رہے ہیں۔ صاحب علم ہونے کے ساتھ صاحب قلم بھی ہیں۔ شعرو سخن سے بھی لگاؤ ہے۔ اور آرزو تخلص کرتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کو ان سے بڑی توقعات ہیں۔ خدائے ذوالمنن انہیں مدتوں زندہ سلامت رکھے آمین۔

(۱۸)

مولانا ظفرالدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ شملہ جامع مسجد میں خطیب تھے۔ یہ

۱۳۲۹ھ کی بات ہے ان کے گھر سے خط آیا جس میں بڑی لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری مرقوم تھی۔ انھوں نے اس خط کو ایک عریضے کے ساتھ بریلی شریف اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیا اور تاریخی نام کے لئے عرض گزار ہوئے۔ بریلی شریف سے جواباً" خط گیا تو مبارک باد کے ساتھ بچی کے لئے دعائے خیر فرمائی گئی اور تاریخی نام زرینہ خاتون تجویز فرما دیا۔

۱۳۳۳ھ میں ان کے ہاں دوسری صاحبزادی کی ولادت ہوئی تو مولانا بہاری علیہ الرحمہ نے عظیم آباد پٹنہ سے فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ تاریخی نام کی درخواست بھیجی۔ آپ نے زبرو بینات کے ساتھ تاریخی نام ولیہ خاتون تجویز فرمایا۔ ڈاکٹر مختارالدین آرزو کے بعد ۱۳۳۹ھ میں ان کے ہاں تیسری لڑکی تولد ہوئی تو سہسرام سے مولانا ظفرالدین رحمتہ اللہ علیہ نے بریلی شریف اطلاع بھیجی اور تاریخی نام کے لئے گزارش کی۔ آپ نے ربیع خاتون تاریخی نام تجویز فرمایا۔ اس لحاظ سے حضرت مولانا ظفرالدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ بڑے ہی خوش نصیب واقع ہوئے کہ ان کے اکثر بچوں کے نام اس صدی کے مجدد برحق امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے تجویز فرمودہ ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

(۱۹)

حضرت صدور الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء) کے والد ماجد یعنی استاذ الشعر مولانا معین الدین نزہت مراد آبادی علیہ الرحمہ کا بروز جمعتہ الوداع ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ کو وصال ہو گیا۔ جب مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو اس سانحہ جانکاہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً" تعزیت کا خط ارسال کیا اور وصال کی دو تاریخیں تحریر فرمائیں دونوں تاریخیں ملاحظہ ہوں۔

(تاریخ از قرآن مجید)

رزق ربک خیر

(دیگر)

یک شہادت وفات در رمضاں مرگ جمعہ شہادت دگر ست
مرض تپ شہات سوم میں بہر ہرسہ شہادت خبر ست
در مزار ست چشم وا یعنی بہر دیدار یار منظر ست
مردہ ہرگز نہ معین الدین کہ ترا چوں نعیم دیں پسر ست
از رضا سال بے سر اہل قرب صدق ملیک مقتدر ست

(۲۰)

سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پھاٹک میں جلوہ افروز تھے۔ گرداگرد حاضرین و معتقدین کا کثیر مجمع تھا۔ ایک صاحب عرض گزار ہوئے کہ حضور! اسم اعظم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسمائے الہیہ سے ہر شخص کے لئے اسم اعظم علیحدہ ہے۔ اس کے بعد حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی اور ایک جانب سے بتانا شروع کر دیا کہ تمہارا اسم اعظم یہ ہے اور تمہارا یہ' سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ سے فرمایا تھا کہ تمہارا اسم اعظم لطیف ہے۔ لہٰذا تم یا لطیف یا اللہ کا ورد کیا کرو۔

اس کے بعد وضاحت فرمائی کہ ہر ایک کے نام میں جتنے حروف ہیں۔ ابجد کے قاعدے سے ان کے اعداد معلوم کر لئے جائیں۔ اسمائے الہیہ میں سے جس اسم کے اعداد اس کے برابر ہوں وہی اس کا اسم اعظم ہے۔ اگر ایک اسم شریف میں مطابقت نہ ہو تو دو اسمائے الہیہ کے اعداد برابر ہوں گے۔

اس کے بعد اسم اعظم کے پڑھنے کی ترکیب ارشاد فرمائی کہ اپنے نام کے اعداد سے دوگنی مرتبہ روزانہ اسمائے الہیہ سے اپنے اسم اعظم کا ورد کرنا چاہئے۔ مثلاً" ایوب علی کے عدد ۱۲۹ ہیں۔ اور لطیف کے بھی ۱۲۹ پس اس اسم مبارک کو روزانہ ۲۵۸ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ سید ایوب علی رضوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اسی وقت سے اس اسم مبارک کو روزانہ بلاناغہ ۲۵۸ بار پڑھنا میرا معمول ہو گیا ہے۔

جب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حاضرین میں سے ہر شخص کو اس کا اسم اعظم بے تکلف بتا رہے تھے تو اتفاق سے ایسا ہوا کہ سید ایوب علی رضوی جیسے محب صادق کے چھوٹے بھائی سید قناعت علی رضوی باقی رہ گئے تھے کہ عصر کی اذان شروع ہو گئی۔ اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں معمول تھا کہ اذان کے وقت سلسلہ کلام بالکل بند رہتا تھا اور بعد اذان ہر شخص نماز کے لئے اٹھ کر کھڑا ہوتا تھا۔ سید قناعت علی صاحب کو اپنا اسم اعظم معلوم نہ ہونے اور اس بارگاہ سے پہلی مرتبہ محروم رہ جانے کا بڑا افسوس اور صدمہ تھا۔

عصر کی نماز ہو گئی اور سید قناعت علی صاحب کو اپنی محرومی کا غم تنگ کرنے لگا۔ مغرب کی اذان ہو گئی اور مکبر تکبیر کہنے لگا تو آپ مسجد کی شمالی فصیل سے مصلے کی جانب چلے پڑے۔ آپ نے مصلے پر پہلے دایاں قدم رکھا اور حی علی الفلاح پر سارے نمازی صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے آپ سید قناعت علی صاحب کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا سید صاحب! آپ کا اسم اعظم یا خلق یا اللہ ہے۔۱۱

(۲۱)

۱۳۳۹ھ میں مولانا ظفرالدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ بریلی شریف اطلاع دیتے ہوئے تاریخی نام کے لئے عرض گزار ہوئے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ربیع خاتون نام تجویز فرمایا جس کا قبل ازیں نمبر ۱۸ کے تحت ذکر ہو چکا ہے لیکن یہاں مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ کے لفظوں میں اس تجویز کی وجہ ملاحظہ ہو۔

"خط ملا یہ نعمت تازہ مبارک ہو۔ اس کا نام وہ رکھئے کہ ہندوستان میں کسی عورت کو نصیب نہ ہوا یعنی حضرت ربیع معوذ انصاریہ' صوابیہ بنت صحابی علیہما الرضوان کے نام پر ربیع خاتون۔۲

(۲۲)

۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ وہ اپنی کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت پر اعلی حضرت سے تقریظ لکھوانا چاہتے تھے۔

مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ نے فرمایا کہ پوری کتاب سن کر پھر تقریظ لکھی جائے گی اس لئے قاضی صاحب موصوف کو ایک مدت تک بریلی شریف ٹھہرنے اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا مہمان بننے کی سعادت میسر آگئی۔ ۲۱ صفرالمظفر کو انہوں نے مجدد دین و ملت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا کہ کسی دشمن صحابہ نے دعوی کیا ہے کہ آئیہ کریمہ ان من المجرمین منتقمون کے اعداد بلحاظ جمل بارہ سو دو ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر' عمر اور عثمان کے اس کی بناء پر وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دشمن کہتا ہے کہ یہ تینوں حضرات از روئے قرآن مجید مجرم ہیں اور ان سے اللہ تعالی بدلہ لے گا۔ قاضی صاحب نے حضرت امام اہل سنت سے اس مطابقت کا حال دریافت کیا اس کے جواب میں جو کچھ امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وہ دیدنی ہے۔

الجواب

روافض لعنہم اللہ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا و پادر ہوا پر ہے۔

اولاً"۔ ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسمائے کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً"۔ امیرالمومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: اروني ابني ماذا سميتموه میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کیا نام رکھا ہے؟ مولا علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے۔ شبر، شبیر، مبشر، حسن، حسین، محسن ان سے ہم وزن وہم معنی اس سے حضرت مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان غنی (رضی اللہ تعالی عنہم) وغیرہم رکھے۔

ثالثاً"۔ رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو ہاں او رافضی!

۱۔ بارہ سو دو عدد کا ہے کے ہیں ابن سب رافضہ کے

۲۔ ہاں او رافضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيئ

اولاً"۔ ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسمائے کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً"۔ امیرالمومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: اروني ابني ماذا سميتموه میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کیا نام رکھا ہے؟ مولا علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے۔ شبر، شبیر، مبشر، حسن، حسین، محسن ان سے ہم وزن وہم معنی اس سے حضرت مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان غنی (رضی اللہ تعالی عنہم) وغیرہم رکھے۔

ثالثاً"۔ رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو ہاں او رافضی!

۱۔ بارہ سو دو عدد کا ہے کے ہیں ابن سب رافضہ کے

۲۔ ہاں او رافضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم في شيئ

بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے' اے نبی! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آئیہ کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں روافض اثنا عشریہ شیطیہ اسماعیلیہ کے اور اگر اپنی طرح اسمعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں۔ روافض اثنا عشریہ نصریہ و اسمعیلیہ کے۔

۳۔ نہیں او رافضی! بلکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔اولئک هم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم۔ وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے۔ اس کے عدد ۱۳۳۵ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر'عمر'عثمان' علی' سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے۔

۴۔ نہیں او رافضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اولئک هم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم۔وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں لور ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔ اس کے عدد ۱۷۵۲ ہیں لور یہی عدد ہیں ابوبکر'عمر'عثمان' علی' طلحہ'زبیر' و سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے۔

۵۔ نہیں او رافضی! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔والذین امنوا بالله ورسله اولئک هم الصدیقون عند ربهم لهم اجرهم ونورهم

جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔ اس آیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ ہیں اور یہی عدد ہیں۔ صدیق فاروق ذوالنورین علی' طلحہ' زبیر'سعید'ابوعبیدہ'عبدالرحمن بن عوف کے۔

الحمدللہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسمائے طیبہ بھی سب آ گئے' جس میں اصلا تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔ کچھ روزوں (دنوں) سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات

نگہبان تھے۔ مجدد حقیقت میں انبیائے کرام کا سچا وارث لور نائب ہوتا ہے اور اپنے دور میں تائید ایزدی سے اعلائے کلمہ الحق کا عدیم المثال فریضہ انجام دیتا ہے لیکن چونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اس لئے وہ کام نبی کی طرح پورے عزم و استقلال سے کرتا ہے۔ لیکن مجدد کہلاتا ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منصب کی انتہائی بلندی کا اظہار ہے کہ آپ کے غلام بھی ایسے محیرالعقول کارنامے سرانجام دیتے ہیں۔ اس مہر درخشاں کی کرنوں میں اتنی تابانی ہے کہ ان کے کارناموں کو دیکھ کر نبی ہونے کا گمان گزرتا ہے۔حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتے بلکہ حبیب پروردگار کے سچے غلام اور امت محمدیہ ﷺ کے امام ہوتے ہیں۔

مجددین حضرات کو دنیا میں انبیائے کرام کی طرح بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا جاتا ہے۔ وہ ہر قسم کی مشکلات کے باوجود شمع ہدایت ہ فروزاں رکھ سکیں۔ بے دینی کی خواہ کتنی ہی آندھیاں آئیں۔ جبرو استبداد کے خواہ کتنے ہی جھکڑ چلیں لیکن یہ بزرگ اپنے اپنے عہد میں تائید ایزدی سے پوری پامردی کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتے ہیں لور چراغ ہدایت کو بجھنے نہیں دیتے۔ اس چراغ کی ضرورت کا ہر سامان فراہم کر کے اس کی تابانی و تابندگی کو اصلی حالت پر لے آتے ہیں۔

چونکہ یہ حضرات عمر بھر انبیائے کرام کی طرح خدمت دین متین کا فریضہ ادا کرتے ہیں اس لئے جب اپنے فرض سے بخیروخوبی فارغ ہو جاتے ہیں تو عظیم کام پر عظیم اجرت سے نوازے جاتے ہیں۔ دنیاوی زندگی کا سلسلہ ختم ہوتے ہی رحمت خداوندی کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ اور خدائے ذوالمنن کی طرف سے اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کے صدقے ہر قسم کے آرام و راحت سے نوازے جات ہیں۔ تاریخ وصال کے مذکور قرآنی جملے میں بھی ایسے ہی انعامات الٰہیہ کا ذکر ہے۔ جن سے ان کے خاص بندے علی قدر مراتب نوازے جائیں گے۔ مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش

عذاب و اسمائے اشرار و آیات مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے، جن میں صرف چند چند صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ وللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا عفی عنہ

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس جواب کے بارے میں قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ کے تاثرات یہ ہیں۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ رافضی کاتو ماشاء اللہ دلیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا۔ اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مجدد مائہ حاضرہ، امام اہل سنت و جماعت کی بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات اور اعداد کی مطابقت زبان فیض و الہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا۔ قریب نصف کے گزر چکی تھی۔ واللہ باللہ۔ اعداد اخیار و اشرار کے بلا سوچے اور تامل کئے فرمادئے کہ فقیر سوائے اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القاء ربانی اور الہام سبحانی تھا۔

(۲۳)

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے تقریباً" پانچ مہینے پہلے رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ میں بھوالی پہاڑ پر قرآن کریم سے اپنے وصال کی تاریخ یہ نکالی تھی۔

ویطاف علیہم بانیہ من فضہ واکواب

یہ شرف اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو حاصل ہو گا کہ غلمان چاندی کے برتن اور آبخورے لے کر ان کے گرد خدمت گزاری میں پھرتے رہیں گے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں ہے کیونکہ آپ چودھویں صدی کے برحق مجدد اور اپنے دور میں سرمایہ ملت کے

کرنے کی غرض سے ہم بھی ان کے لئے بارگاہ خداوندی میں یوں عرض گزار ہیں۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے۔

تصانیف کے حیرت انگیز تاریخی نام

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے میں مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو علم کی دولت سے بڑی فیاضی کے ساتھ نوازا تھا۔ آپ تقریباً پچاس علوم و فنون میں یکتائے دہر اور سرمایہ روزگار تھے۔ کئی ایک علوم کے تو موجد ہونے کا آپ کو شرف حاصل ہے۔ کچھ علم ایسے بھی ہیں جو آپ کے ساتھ ہی دفن ہو گئے۔ اور ان میں کسی کا ماہر ہونا تو دور کی بات ہے ان کی ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی آج کوئی نظر نہیں آتا۔ غرضیکہ آپ ایسے جامع اور وسیع النظر تھے کہ آپ کی نظیر گزشتہ صدیوں ہی میں نظر آئے گی۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف پچاس علوم و فنون پر مشتمل ہیں اور ان کا شمار ایک ہزار کے لگ بھگ ہے۔ان میں سے شاید ہی کوئی علم و فن ایسا ہو جس میں آپ نے متعدد تصانیف نہ چھوڑی ہوں۔ تصانیف کی کثرت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو امت محمدیہ میں سے شاید ہی کوئی بزرگ آپ کا مد مقابل ہو۔

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف میں سب سے ضخیم اور معرکۃ الآراء فتاویٰ رضویہ شریف ہے۔ یہ بارہ ضخیم جلدوں میں جہازی سائز کے تقریباً چودہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جمیع کتب فقہ حنفیہ کے جملہ مضامین عالیہ کا جامع اور مصنف کی علمیت و فقاہت کا منہ بولتا شاہکار ہے۔ مصنف اپنے عظیم الشان کارنامے کو اپنا کارنامہ شمار ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے عاشق رسول ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اسے نبوی عطا قرار دیتے ہیں اور اسی لئے آپ نے اس فتاوے کو العطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔

مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اکثر تصانیف

کے نام تاریخی تجویز فرمائے تھے۔ اور تاریخی نام بھی ایسے باکمال اور حیرت انگیز کہ نام پڑھتے ہی فوراً" تین باتوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔

۱۔ وہ کتاب کس سن ہجری میں لکھی گئی۔

۲۔ کتاب کا نفس مضمون کیا ہے۔

۳۔ اس مسئلے میں مصنف کا موقف کیا ہے۔

آپ کی اکثر تصانیف کے تاریخی ناموں سے جہاں اسلامی عقائد و نظریات اور شرعی ادب و احترام کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر اہل ایمان کے دماغوں کو فرحت اور ایمانوں کو جلا بخشتی ہے۔ وہاں ان میں ادبی لطافت بھی وافر مقدار میں موجود ہے۔ مثلاً" آپ کی ایک کتاب کا نام الزہرالباسم فی حرمۃ الزکوۃ علی بنی ہاشم ہے۔ یعنی کلیاں اسی بات پر مسکراتی ہیں کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تاریخ گوئی میں کمال دکھانے کی غرض سے ہم آپ کی صرف چالیس کتابوں کے نام ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ہر کتاب کے ساتھ اس کے متعلق مذکورہ تینوں امور کی مختصر سی وضاحت بھی کر دی جائے گی کہ یہ کتاب کس سن میں لکھی گئی؟ کتاب کا نفس مضمون کیا ہے اور بحث کے اس موضوع کے بارے میں مصنف کا موقف کیا ہے۔ وباللہ التوفیق

۱۔ سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ:۔(۱۲۹۷ھ) اس نام سے جہاں کتاب کا سال تصنیف معلوم ہو رہا ہے۔ وہاں یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ کتاب کا نفس مضمون ملک خدا میں سلطنت مصطفےٰ کا اثبات ہے۔ مصنف نے سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کونین میں بادشاہی کے دلائل پیش کئے ہیں، کیونکہ نجدیت کے مارے اینگلو انڈین علماء کی طبع نازک پر حبیب پروردگار علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کے خصائص و کمالات گراں گزرتے ہیں اور کائنات ارضی و سماوی کی اس ممتاز ترین ہستی کے فضائل و کمالات کا انکار کرنے سے ان کے دلوں کو

سرور آتا ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے دلائل قاہرہ کے دریا بہا کر منکرین کو بچھا' خوف خدا و خطرہ روز جزا یاد دلایا اور صاف صاف کہہ دیا تھا۔

؎ آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

۲۔ اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل:۔ (۱۲۹۸ھ) سن تصنیف کے ساتھ یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ تمام نوریوں کا سردار (حضرت جبرائیل علیہ السلام) بھی پروردگار عالم کے جمال والے محبوب' محمد اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم ہے۔ لفظ اجلال سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اس بارگاہ کا خادم ہونے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی توہین یا کسر شان نہیں بلکہ یہ تو روح الامین کے لئے سرمایہ افتخار ہے۔

اجلال کے لفظ سے سارے پیش کردہ دلائل و نصوص کا خلاصہ یہی سامنے آ رہا ہے کہ بزرگی نام ہے محبوب پروردگار کی غلامی میں ثابت قدم رہنے کا۔ جو اس خدمت گزاری اور غلامی میں جتنا ثابت قدم اور پختہ کار ہے اتنا ہی ذی وقار ہے۔ جو جس قدر غلام مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اتنا ہی حبیب خدا ہے۔ جو جتنا غلام حبیب ہے۔ اتنا ہی خدا سے قریب ہے۔ یہ آیہ کریمہ یہی درس دیتی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم

اے محبوب تم فرما دو' لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ' اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

۳۔ اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام لنبی تہامہ:۔ (۱۲۹۹ھ) سن تصنیف کے علاوہ معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تعظیمی قیام کرنے والوں پر جو لوگ طعن کرتے ہیں ان پر مصنف نے محکم دلائل کے ساتھ قیامت قائم کی ہے۔ اسی لئے امام احمد خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ایسے بے ادب لوگوں کو سنا کر صاف کہہ دیا تھا۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا!
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

۴۔ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین

(۱۳۰۱ھ) سال تصنیف کے ساتھ یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مصنف کے نزدیک انگوٹھے چومنے کے عمل سے آنکھوں کو نورانیت کی دولت میسر آتی ہے۔

۵۔ الہاد الکاف فی حکم الضعاف

(۱۳۰۱ھ) رسالہ منیر العین کے اس ذیلی رسالے کے تاریخی نام سے اس کے نفس مضمون کا پورے طور پر پتہ لگ رہا ہے کہ اس میں ضعیف احادیث کے بارے میں مکمل ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس رسالے کو الھاد الکاف کہنا مبالغہ یا شیخی نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت ہے کیونکہ اس مبارک عمل سے جلنے والوں میں سے کوئی بڑے سے بڑا بھی اس رسالے کی کسی ایک دلیل کو رد نہیں کر سکا' بلکہ کسی حجت کا کمزور ہونا بھی کسی سے ثابت نہیں کیا جا سکا' پوری کتاب کا جواب لکھنا تو بہت دور کی بات ہے۔ قلم کی اس سلامت روی کا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو خود بھی احساس تھا اسی لئے تائید ایزدی کے باعث آپ نے یہ اعلان فرما دیا تھا۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں، نہ شر کریں

۶۔ احلی من السکر لطلبہ سکر روسر

(۱۳۰۳ھ) سال مصنف کے ساتھ ہی روسر کی شکر کے بارے میں تصنیف کا نظریہ لفظ الاحلی سے بخوبی واضح ہو رہا ہے۔ اسی لفظ کی تشریح کرتے ہوئے مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی رقمطراز ہیں۔ "من لطائف ھذاالاسم مطابقہ للمسمی من جھہ ان الرسالہ کما حکمت علی ھذا السکر لحکمین الحل فی صورۃ والمحرمہ فی اخری کذالک لھذا الاسم وجھان الی کلا الحکمین فالمعنی علی الحل انھا اعلی لھم من السکر لتسویغھا لھم ماتشتھیہ انفسھم من ازالہ الوساوس ودفع الطعن وعلی الحرمہ انھا وان نتھم عن سکر فلم تحرمھم الحلاوۃ فان تحقیق حکم الشرع لذۃ القلب وتناول المشتھات النفس والاولی اھم واعلی فھذا الرسالہ احلی لھم من السکر الذی حرم علیھم"

۷۔ انوار الانتباء فی حل ندا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

(۱۳۰۴ھ) ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں لفظ حل اور انوار سے مصنف کا نظریہ بخوبی واضح ہو رہا ہے اور نفس مضمون بھی اس تاریخی نام سے خود ہی عیاں ہے۔ خدائے ذوالمنن نے جس محبوب کو اپنے فضل و کرم سے سب مشکل کشاؤں کا بھی مشکل کشا بنایا ہو، جس حبیب کو سب حاجت رواؤں کا بھی حاجت روا مقرر فرمایا ہو اور ساری کائنات کو جس سرور کونین صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست نگر بنایا ہو اگر مصیبت کے وقت میں اسے نہ پکارا جائے، آڑے وقت میں اگر اس سے فریاد نہ کی جائے تو پروردگار عالم نے ولوانھم اذظلموا انفسھم جاؤک کس اور کس کے بارے میں فرمایا ہے کیا اللہ جل مجدہ نے اس آیت کریمہ میں اپنے حبیب کی بارگاہ کو مرجع خلائق اور اہل ایمان کا ملجا و ماوی قرار نہیں دیا؟ اسی لئے تو امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت میں یوں عرض گزار رہتے تھے۔

رضایت سائل بے پر، توئی سلطان لا تنہر
شہا بہر ازیں خوانم اغثنی یارسول اللہ ﷺ

۸۔ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

(۱۳۰۵ھ) ہمارے آقا و مولی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ انبیاء مرسلین علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کے سردار ہیں۔ یہ بات قرآن و حدیث کے اتنے نصوص سے ثابت ہے جن کا شمار ممکن نہیں۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس رسالے میں اسی بات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا ہے۔ اسے یقین کی تجلی قرار دینے سے مصنف کا نظریہ بھی بخوبی معلوم ہو رہا ہے یعنی۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا، تیرے شہر و کلام بقا کی قسم

۹۔ انہار الانوار من یم صلوۃ الاسرار

(۱۳۰۵ھ) مصنف نے صلوۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ کو لفظ یم سے تعبیر کر کے اس رسالے کے دلائل کو جو انہار الانوار یعنی نور کی نہریں قرار دیا ہے اس سے نماز غوثیہ کے بارے میں مصنف جیسے غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے بے مثل فدائی کا نظریہ خود واضح ہو رہا ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تو بارگاہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی یوں استغاثہ پیش کیا کرتے تھے۔

تری سرکاری میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

۱۰۔ حیات الموات فی بیان سماع الاموات

(۱۳۰۵ھ) مصنف نے حیات الموات کا لفظ استعمال کر کے اس بارے میں اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہی بیان کر دیا کیونکہ موت واقع ہو جانے سے روح تو کسی کی بھی نہیں مرتی، ہاں روح اور جسم کا مخصوص دنیاوی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن عالم برزخ میں بھی جسم اور روح کے درمیان قدرت ایک گونہ تعلق قائم فرما دیتی ہے جس سے روح کو ثواب یا عذاب کا احساس ہو سکے۔ بایں وجہ مردوں کو سماع و ادراک کی قدرت حاصل ہوتی ہے۔ رہا خاص بندوں کا معاملہ تو ان کا سماع و ادراک بھی علی قدر مراتب خاص ہوتا ہے۔ اور حضرات انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کی دنیاوی اور برزخی زندگی میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہوتا۔

احقر نے تاجدار اہل سنت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بعض رسائل کو گزشتہ برسوں میں جو رسائل رضویہ جلد اول اور رسائل رضویہ جلد دوم کے نام سے جدید انداز میں منظر عام پر لانے کی داغ بیل ڈالی تھی وہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ تا حال جاری ہے۔ اسمال حامد اینڈ کمپنی لاہور کے زیر اہتمام شائع ہونے والی حیات الموات کو بھی اسی انداز میں لانے کی حتی الامکان سعی تو کی گئی لیکن کاتب صاحب سے تمام گزارشات پر عمل نہ ہو سکا۔ بہر حال جس قدر حسن جدت پیدا ہو سکا وہ بھی غنیمت ہے۔ مذکورہ ادارے کے زیر اہتمام اس ایمان افروز، باطل سوز کتاب کا دوسرا ایڈیشن عنقریب منظر عام پر آنے والا ہے۔ امید قوی ہے کہ اس پر راقم الحروف کا لکھا ہوا یہ قطعہ تاریخ طباعت بھی

آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قطعہ تاریخ طباعت

پھر چھپ گئی کتاب حیات الموات ہے۔
جاری ہوا یہ چشمہ آب حیات ہے
قائم نصوص اس پہ کئے چار سو پچاس
مرتا ہے جسم، روح کو دائم ثبات ہے
منکر سماع موتی کا ہے ضد سے آج جو
ایسے کے لئے روز منور بھی رات ہے
اک بھی دلیل تیری کسی سے نہ رد ہوئی
کلک رضا کے زور تری کیا ہی بات ہے
تھا کل وہی سرمایہ ملت کا نگہبان
احمد رضا کی اس لئے مخصوص ذات ہے
وہ چودھویں صدی کا مجدد ہے لا کلام
علم و عمل میں دیکھ لو عالی صفات ہے۔
اختر ہے یہ کتاب نشور تجلیات
یا مہر درخشاں کے اجالوں کی بات ہے

۱۱۔ اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین

(۱۳۰۵ھ) حبیب پروردگار، شافع روز شمار، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی صاحب شفاعت کبریٰ ہیں۔ محشر کی تپتی ہوئی زمین پر اور آگ کی بارش برسانے والے مہر درخشاں کے نیچے، جب وہ سروں سے سوا نیزے کے فاصلے پر شعلہ بار ہو گا تو زمین تپ کر تانبے کی طرح ہو جائے گی۔ اس وقت بنی نوع

انسان کے سرتاج، اللہ تعالیٰ کے سب سے لاڈلے بندے یعنی حضرات انبیائے کرام علی نبیینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام تک نفسی نفسی پکارنے لگیں گے۔ ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوئی ہو گی کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہو گا۔ اپنے بھی غیر ہو جائیں گے، غیروں سے بڑھ کر منہ چھپائیں گے، ہرگز ایک دوسرے کے کام نہیں آئیں گے۔

ایسی مشکل کے وقت میں مشکل کشائی کرنے والا ایسی بلائے بے اماں کے موقع پر بلا دفع کرنے والا، ایسی حاجت کے وقت حاجت روائی کرنے والا وہی حبیب کبریا ہے۔ جو ہم عاصیوں کے بحر غم کا کنارا، مخلوق خدا کا آخری سہارا، شفاعت کا دولھا، امت کی کشتی کا ناخدا اور بنی نوع انسان کے اذھبوا الی غیری سننے والے وفد سے انا لھا فرمانے والا ہے۔

ہاں ہاں وہی عرب کا سورج عجم کا چاند، صاحب تاج و معراج، مخلوق خدا کی لاج، آمنہ کے جگر پارا، عبداللہ کی آنکھوں کا تارا ہی تو ہے جو گرتوں کو اٹھانے والا روتوں کو ہنسانے والا غیروں کو سینے سے لگانے والا اور ہر کسی کی بگڑی بنانے والا ہے۔

صرف وہی ایک تو ہو گا جو میدان حشر میں مخلوق خدا سے شفاعت کی بات سن کر انا لھا فرمائے گا۔ صرف وہی ایک ہو گا جو اپنے خالق و مالک کے حضور شفاعت کے لئے لب کشائی کی جرات فرمائے گا۔ صرف وہی تو ہو گا جو سجدے میں گر کر گرے ہوئے بندوں کو اٹھائے گا آنسوؤں کے سیلاب سے آتش جہنم کو بجھائے گا عرصات محشر میں پھنسے ہوئے انسانوں کے بے پناہ ہجوم کو میزان کی جانب بھجوائے گا۔ شفاعت کا در کھول کر مخلوق خدا کی بگڑی بنائے گا اور اپنے غلاموں سے خدا کی جنت کو آباد فرمائے گا۔

اس روز خدا کی بادشاہی کے سوا کسی کی بادشاہی کا نشان بھی نہ ہو گا۔ لمن الملک الیوم کے جواب میں ہر جانب سے للہ الواحد القہار کی آوازیں

ہی آئیں گی۔ محب جب اپنی قدرت و جلال کے جلوے دکھائے گا تو سب کے دلوں پر اپنے محبوب کی عظمت کا سکہ بھی بٹھائے گا، سب کو ان کا دوست نگر بنائے گا، سب کو ان کے حضور جھکائے گا، ان کی ذات والا صفات کو مرجع خلائق بنائے گا، ان کے ذریعے سب کی بگڑی بنائے گا، شفاعت کبریٰ کا تاج ان کے سر اقدس پر سجائے گا، درودوں کی بارش برسا کر فترضی کے ہار پہنائے گا، محبوب کی رضا کو اپنی رضا ٹھہرائے گا، اپنے حبیب کے ذریعے جنت کو اس طرح آباد فرمائے گا کہ اس شان محبوبی کو دیکھ کر اگلے پچھلے بے ساختہ پکار اٹھیں گے۔

فقط اتنا سبب تھا انعقاد بزم محشر میں
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی تھی

۱۲۔ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح

(۱۳۰۷ھ) دہلی کے نامور علمی خاندان کا ایک نوجوان عالم اپنی ناتجربہ کاری کے باعث ساحرین فرنگ کے جال میں پھنس گیا۔ موصوف کو کٹھ پتلی بنا کر انگریزوں نے متحدہ ہندوستان کے اندر دینی اختلاف کا سنگ بنیاد رکھا اور ان سے مقدس شجر اسلام کے اندر غیر اسلامی عقائد و نظریات کی کتنی ہی قلمیں لگوائیں جن میں سے ایک امکان نظیر کا فتنہ بھی ہے۔

جب علمائے کرام نے اس سراسر غیر اسلامی نظریہ پر موصوف کا تعاقب کیا تو انہوں نے لاجواب ہونے پر فرار کی ہر گلی بند دیکھ کر سہارے لئے دوسرا فتنہ امکان کذب کے نام سے کھڑا کر دیا یعنی موصوف کے نزدیک ان کا خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) متحدہ ہندوستان میں مدتوں ان غیر اسلامی عقائد و نظریات کو پیر جمانے کا موقع ہاتھ نہ آیا بلکہ غیور پٹھانوں کی بدولت یہ تمام فتنے بالا کوٹ کی سرزمین میں ہمیشہ کے لئے دفن ہوئے اور مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لینا شروع کیا تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریز دوبارہ اس ملک پر قابض ہوئے تو انہوں نے پہلے تمام مردہ فتنوں کو از سر نو زندہ کرنا شروع کر دیا۔ امکان کذب کے فتنے کو ہوا دینے کی خاطر حکومت نے دو تین علماء کی خدمات حاصل کریں اور ان حضرات نے جب خوف خدا و خطرہ روز جزا سے سراسر بے نیاز ہو کر امکان سے بڑھ کر وقوع تک کا دعوی کرنا شروع کر دیا۔ کاش! وہ حضرات اتنا سوچنے کی توفیق پاتے کہ اس عقیدے کے باعث وہ پورے اسلام کو ناقابل یقین ٹھہرانے کی مہم چلا رہے ہیں، اسلام کے ٹھنڈے میٹھے دودھ میں کفر کا زہر ملا رہے ہیں اور اس طرح بے خبر مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر رہے ہیں۔

ان حالات میں سرمایہ ملت کے نگہبان امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اسلام اور مسلمانوں کی خیرخواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر اس فتنے کا بھی سد باب کیا اور سبحٰن السبوح نامی رسالہ ایسے محققانہ انداز میں تحریر فرمایا کہ ایک جانب اکابر متکلمین حضرات کی آنکھیں یقیناً ٹھنڈی ہو گئی ہونگی اور دوسری طرف سچے خدا کو جھوٹا بتانے والوں کی ہمیشہ کے لئے زبان بند کر دی۔ اللہ تعالی ملت اسلامیہ کے اس محسن کو اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے جزائے خیر مرحمت فرمائے اور اپنے ان خصوصی انعامات سے نوازے۔ جو سرمایہ ملت کے دوسرے نگہبانوں یعنی مجددین حضرات کا حصہ ہے۔ آمین۔

۱۳۔ الیاقوت الواسطہ فی قلب عقد الرابطہ

(۱۳۰۹ھ) اپنے مرشد کا دل میں تصور جمانے کو شغل برزخ یا رابطہ کہتے ہیں۔ رسالے کا نام ہی بتا رہا ہے کہ اس کا موضوع تصور شیخ ہے۔ الیاقوت الواسطہ لکھنے سے مصنف کا نظریہ بھی سامنے آگیا کہ ان کے نزدیک یہ تصور یاقوت کی طرح بیش بہا، گراں مایہ اور متاع عزیز کی طرح سنبھالنے کی چیز ہے۔

۱۴۔ بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلوۃ الجنائز

(۱۳۱۱ھ) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کے جواز میں اپنے پیش کردہ دلائل کو بذل الجوائز قرار دینے سے امام احمد خاں بریلوی قدس سرہ کا موقف بھی واضح ہو گیا اور اس رسالے کا نام ہی سے سال تصنیف بھی برآمد ہو رہا ہے۔

۱۵۔ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء

(۱۳۱۱ھ) مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک جملہ بزرگان دین کی طرح امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعطائے الہی دافع البلاء ماننا ہرگز کفر و شرک نہیں بلکہ یہ عقیدہ رکھنے والا پیارے مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ پکڑے کے باعث امن میں رہتا اور رتبہ عالی سے نوازا جاتا ہے۔ سن تصنیف بھی نام سے عیاں ہے۔

۱۶۔ سلب الثلب عن القائلین بطھارۃ الکلب

بعض علماء کرام نے کتے کو نجس عین سمجھا تھا لیکن ایسا نہیں ہے۔ قائلین طہارت کے متعلق مصنف کا سلب الثلب لکھنا ان کے موقف کی وضاحت کر رہا ہے۔ اور اس بلند پایہ اور تحقیق رسالے کا تاریخی نام بھی واضح ہے۔

۱۷۔ الکوکبہ الشھابیہ فی کفریات ابی الوھابیہ

(۱۳۱۲ھ) دہلی کے نامور علمی خاندان سے ایک نوجوان عالم ساحرین فرنگ کے جال میں پھنس کر اصلاح کے نام سے اسلام کی بیخ کنی کرنے لگ گئے تھے۔ مجدد مائۃ حاضرہ نے اس رسالے میں یہ تلخ فریضہ ادا کیا ہے کہ دہلوی صاحب موصوف کے غیر اسلامی عقائد و نظریات ان کی تصانیف سے اصل عبارتیں مع مکمل حوالہ جات پیش کر کے واضح کئے ہیں اور ان کی روشنی میں موصوف پر ستروجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیا ہے۔ موصوف کے معتقدین ان میں سے ایک کفر کا بوجھ بھی اپنے

امام کے سر سے شریعت مطہرہ کی روشنی میں آج تک اتار نہیں سکے ہیں۔ ان حالات میں اس رسالے کو الکوکبہ الشھابیہ کہنا حقیقت کے عین مطابق اور منشائے ایزدی کا آینہ دار ہے۔

۱۸۔حاجزین البحرین الواقی عن جمع الصلواتین

(۱۳۱۳ھ) ایک عالم نے اپنی تصنیف معیار الحق میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کے جواز پر اپنی حدیث دانی کے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ زیر بحث رسالے میں حضرت امام اہل سنت بریلوی نے ان کے پیش کردہ دلائل کا جائزہ لیا ہے۔ اور موصوف پر ایسی علمی گرفتیں کی ہیں جن کے جواب سے وہ آخری دم تک عہدہ برآ نہ ہو سکے اور ان کے معتقدین میں سے کسی عالم نے آج تک ان علمی مواخذوں میں سے کسی ایک مواخذے پر لب کشائی کی گنجائش نہیں دیکھی ہے۔ انصاف سے اس رسالے کو دیکھا جائے تو اس بلند پایہ اور تحقیقی رسالے کے ذریعے آج بھی کتنی ہی غلط فہمیوں اور خوش فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

۱۹۔القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعہ الثانیہ

(۱۳۱۳ھ) سال تصنیف رسالے کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ اس حیرت انگیز نام ہی سے معلوم ہو رہا ہے کہ جماعت ثانیہ مطلقاً منع نہیں بلکہ بعض صورتوں میں مستحسن ہے جیسا کہ لفظ احسن سے عیاں ہے اور بغیر شرعی عذر ہر کسی کے لئے جائز بھی نہیں جیسا کہ لفظ لمن سے واضح ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ بعض غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے بہت ہی مفید و نافع ہے۔

۲۰۔الفضل اموھبی فی معنی اذاصح الحدیث فھو مذھبی

(۱۳۱۳ھ) تاریخی نام ہی سے ظاہر ہے کہ رسالہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ

رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) کے ایک مشہور قول کے بارے میں ہے۔ بعض حضرات نے احادیث مطہرہ کو اپنی مرضی کے مفہوم و مطالب کا لباس پہنانے کی خاطر حضرت امام المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ قول کا سہارا لیا تھا۔ اس طرح وہ حضرات ذبرٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ حدیثوں کے ایسا مطالب بیان کرنے لگے جو ان کے اپنے ذہنوں کی ایجاد تھے۔

چودھویں صدی کے مجدد برحق امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان حضرات کی اس سراسر نازیبا حرکت کا سدباب کرنے اور مسلمانوں کو غلط فہمیوں کا شکار ہونے سے بچانے کی خاطر یہ تحقیقی رسالہ لکھا اور غلط فہمی پھیلانے والوں کے بظاہر جو شنما جال کے سارے تار پود بکھیر کر رکھ دیئے۔

۲۱۔الصمصام علی مشکک فی ایہ علوم الارحام

(۱۳۱۵ھ) اس تاریخی نام سے واضح ہے کہ علوم الارحام سے متعلقہ آیت کا غلط مطلب لے کر بعض پادری حضرات اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتے تھے۔ یہ رسالہ ایسا کرنے والوں کی گردن پر تلوار کا کام کرتا ہے۔ علاوہ بریں علم مصطفےٰ کی خداداد وسعتوں کو سن کر جو حضرات مسلمان کہلانے کے باوجود خواہ مخواہ جل بھن جاتے ہیں۔ اس ایمان افروز رسالے میں ان کے علاج معالجے کا فریضہ بھی کسی قدر ادا کر دیا گیا ہے۔

۲۲۔جمان التاج فی بیان الصلوۃ قبل المعراج

(۱۳۱۶ھ) اس موسوم باسم تاریخی رسالے میں یہ بتایا گیا ہے کہ نماز پنجگانہ تو معراج شریف کے موقع پر فرض ہوئی لیکن اس سے پہلے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے وہ کس طرح پڑھی جاتی تھی۔ اس تحقیق انیق کو جمان التاج کا لقب دینا مبنی بر حقیقت ہے۔

۲۳۔الجام الصاد عن سنن الضاد

(۱۳۱۷ھ) یہ تاریخی رسالہ فن قرات و تجوید سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں ان حضرات کی فنی غلطی کو واضح کیا گیا ہے جو ضاد کو ظاء کی طرح پڑھتے ہیں۔ دونوں حروف کے مخارج اور صفات لازمہ و صفات محسنہ بیان کر کے ہر ایک کے مخرج کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

۲۴۔جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

(۱۳۱۷ھ) مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے نبیوں میں آخری نبی ہیں۔ ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد متحدہ ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہوا کہ یہاں کسی [illegible] سے نبوت کا دعوی کروائے تاکہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکے۔ حکومت نے اپنے منصوبے کے تحت بعض علماء کی خدمات حاصل کرلیں اور انہوں نے ختم نبوت کے اجماعی عقیدے کے برعکس اس اسلامی عقیدت میں من مانے پیوند لگانے شروع کر دیئے تاکہ ادعائے نبوت کے لئے راستہ ہموار ہو جائے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں اس اجماعی عقیدے میں کتر بیونت کرنے والے جملہ منکرین ختم نبوت کے رد میں مقدس رسالہ لکھا اس میں ایک سو تیں احادیث اور تیں نصوص سے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ واضح کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ آپ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ اس رسالے کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں اثبات مدعی پر جتنی احادیث پیش کی ہیں ان میں سے نو سو حدیثیں مرفوع ہیں۔ یہ خصوصیت اس موضوع پر۔ لکھی جانے والی کسی بڑی سے بڑی تصنیف کو بھی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

اس رسالے کی تصنیف کے دو سال بعد ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) سارے ہندوستانی منکرین ختم نبوت سے بازی لے گئے اور انہوں نے حکومت وقت کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنے نبی ہونے کا دعوی کر دیا۔ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب موصوف اور دیگر مفسدین کی شرعی پوزیشن کا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے المعتمد المستند میں اظہار کر کے اپنا شرعی فریضہ ادا کیا اور ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں اپنے اس فتوی کی تصدیق علمائے حرمین شریفین سے کروائی۔ ان بزرگوں کی مقدس تصدیقات اور تقاریظ کے مجموعے کا نام حسام الحرمین علی منحرا لکفروالمین ہے۔ یہ مبارک رسالہ حق و باطل کے درمیان خط فاصل کھینچ دیتا ہے۔

۲۵۔مالی الجیب بعلوم الغیب

(۱۳۱۸ھ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے اتنے علوم غیبیہ سے سرفراز فرمایا تھا جو حد و حساب سے باہر ہیں۔ یہ رسالہ اس موضوع پر دلائل کا ایک سمندر ہے۔ کتاب کے نام ہی سے مصنف کا نظریہ واضح ہے۔ معلوم نہیں موجودہ اہل سنت و جماعت نے ایسی عظیم الشان اور ایمان افروز و باطل سوز کتاب کا نایاب ہونا کس طرح برداشت کیا ہوا ہے۔

۲۶۔الولؤالمکنون فی علم البشیر ماکان وما یکون

(۱۳۱۸ھ) یہ نادر روزگار رسالہ گویا مالی الجیب کا ایک باب یا اسی بحر کی لہر یا اسی دریا سے نکلی ہوئی ایک نہر ہے۔ اس میں دلائل کے صرف ان موتیوں کو ایک ایمان افروز اور خوشنما لڑی میں پرویا ہے جن سے صاف صریح طور پر ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماکان ومایکون کے جاننے والے ہیں بلکہ آپ کو اس سے بھی بدرجہا زائد کا علم ہے۔ کیونکہ

فان من جودک الدنیا وضرتها
ومن علومک علم اللوح والقلم

۲۷۔انباء المصطفی بحال سر واخفی

(۱۳۱۸ھ) رسالے کے تاریخی نام ہی سے ظاہر ہے کہ خدائے ذوالمنن نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر اور پوشیدہ ہر امر سے مطلع فرمایا ہوا ہے۔ کونین کا شاہد بنا کر سب کچھ انہیں دکھایا ہوا ہے' پروردگار نے عطا فرمایا' اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز کا علم بخشا گیا' معاملہ محب و محبوب کا ہے لیکن بعض حضرات معلوم نہیں کیوں اس بات پر ناراض ہوتے اور اپنی مرضی کو اس معاملے میں دخیل ٹھہرائے ہیں؟

۲۸۔الدولہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ

(۱۳۲۴ھ)امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۲۳ھ کے آخر میں جب حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ کی غرض سے مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو متحدہ ہندوستان کے بعض مفسدین نے اپنے کارندوں کے ذریعے شریف مکہ کے کان بھرے کہ یہ شخص بدعقیدہ اور فتنہ پرداز ہے۔ ادھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم غیبیہ سے متعلق پانچ سوال آپ کی خدمت میں پیش ہوئے۔

چودھویں صدی کے مجدد برحق نے کتاب کی صورت میں جواب لکھا اور اس کے دو حصے کئے۔ پہلے حصے میں نفس مسئلہ یعنی عقیدہ علم غیب کو مدلل و مبرہن کیا اور دوسرے حصے میں پانچوں سوالوں کا جواب دیا۔ پہلا حصہ سات گھنٹے میں اور دوسرا ڈیڑھ گھنٹے میں لکھا گیا۔ یوں مختلف نشستوں کے اندر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں وہ عظیم الشان اور محققانہ کتاب تیار ہو گئی کہ مکہ معظمہ کی مایہ ناز علمی ہستیاں بھی اس شان تحقیق پر انگشت بدندان رہ گئیں۔ یہاں سے پھر مدینہ منورہ اور دنیا کے جس صحیح العقیدہ عالم نے اسے دیکھا تو سر آنکھوں پر رکھا اور چوم لیا کہ

یہ امام زمانہ کی تصنیف ہے۔ اس کے منظر عام پر آتے ہی مفسدین اور ان کے ایجنٹوں کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے مقدس شہر میں اور شریف مکہ کے دربار میں اتنی ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا کہ وہاں سے منہ چھپا کر بھاگنے کے سوا اور کوئی راستہ نظر نہ آیا۔ اس مقدس رسالے پر علمائے حرمین طیبین کے علاوہ جہاں دیگر ممالک کے ممتاز علماء کی تقاریظ ہیں وہاں عالم اسلام کی مایہ ناز علمی شخصیت یعنی علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء) کی تقریظ بھی ہے۔

۲۹۔حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

(۱۳۲۴ھ) یہ مبارک رسالہ علمائے حرمین شریفین کی ان تقاریظ کا مجموعہ ہے جو انہوں نے چودھویں صدی کے مجدد برحق کے اس فتوے کی تائید و تصدیق میں رقم فرمائی تھیں جو انہوں نے متحدہ ہندوستان کے بعض گمراہوں کے بارے میں شرعی فریضہ ادا کرتے ہوئے صادر فرمایا تھا۔ اس مقدس رسالے کو مصنف کا حسام الحرمین لکھنا اور جن کی گردنوں پر یہ تلوار چلی ان کے متعلق علی منحر الکفر والمین لکھنا حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے پر فتن دور سے یہ مبارک رسالہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو عموماً" اور اسلامیان پاک و ہند کے مسلمانوں کو خصوصاً" حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے کسوٹی کا کام دیتا ہے۔ اسے دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا
کس نے تیرے سوا شاہ احمد رضا

۳۰۔حسن التعمم لبیان حد التیمم

(۱۳۲۵ھ) مولانا ظفر الدین بہاری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے دور حاضر کے فقیہ اعظم' امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ سے

تیمم کی تعریف اور ماہیت شرعیہ پوچھی۔ مجدد برحق کا رہوار قلم میدان تحقیق میں ایسا سرپٹ دوڑا کہ جہازی سائز کے دو سو اڑسٹھ صفحات پر جواب پھیل گیا۔ یہ جواب فتاوی رضویہ جلد اول کے صفحہ نمبر ۵۸۶ تا ۸۴۹ پر محیط ہے۔ شان تحقیق اور وسعت نظر کو دیکھ کر ہر انصاف پسند بیساختہ یہ پکار اٹھے گا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ دور حاضر کے فقیہ اعظم ہیں اور اس میدان میں دوسرا کوئی بھی صاحب علم آپ کی گرد راہ کو بھی نہیں پاسکا۔

امام زمانہ نے اس میں تیمم کی سات تعریفیں بیان کیں، جملہ پیش آمدہ صورتوں کی وضاحت کر کے ان کے احکام کی وضاحت فرمائی۔ جنس ارض کی تحقیق فرماتے ہوئے اجسام نار کے اثرات سے جنس ارض کی مختلف حالتوں کی وضاحت فرمائی۔ مٹی کی طہارت کا ثبوت دے کر اس امر کو مبرہن کیا کہ حنفی المذہب مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ امام المسلمین، امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ ۷۶۷ء) کے قول پر فتوی دے۔ ان جزئیات کی تحقیق میں بعض فقہاء سے جو لغزشیں واقع ہوئیں اور تحقیق میں کوتاہی سرزد ہوئی ان کی اصلاح فرماتے چلے گئے لیکن تطفل کا نام دے کر۔ فقہائے کرام کے مختلف ضابطے پیش کر کے تمام ضابطوں کا جامع رضوی ضابطہ پیش کیا۔ غرضیکہ فقہ کی قدیم و جدید کتابوں کی روشنی میں متقدمین و متاخرین فقہاء کی تحقیقات کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے فقہی پرواز کی وہ بلندی دکھائی ہے کہ انصاف پسند صاحب علم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس رسالے کا مصنف دور حاضر کا فقیہ اعظم، مشاہیر علماء کا سردار اور امام زمانہ ہے۔

۳۱۔ تمہید ایمان بآیات القرآن

(۱۳۲۶ھ) قرآنی آیتوں سے رنگ ثبوت پانے والا یہ ایمان افروز، باطل سوز رسالہ یہ بتاتا ہے کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ جو خوش نصیب ایمان کی دولت سے مالا مال ہو اسے خدائے ذوالمنن کن انعامات سے نوازے گا اور جو بد نصیب اس

سے محروم ہو اس کا انجام کیا ہوگا نیز یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ کن باتوں سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اس تمہید کے اندر بعض ان گمراہ گروہوں کی گمراہ گری کا راز بھی فاش کیا گیا ہے جو پیش خویش تو علم و عرفان کی مسندوں پر براجمان رہے اور اپنے اپنے حلقوں میں ان کے جبہ و دستار کو نذرانہ عقیدت پیش ہوتا رہا لیکن وہ اپنی ایمان جیسی متاع عزیز کو کسی کی چشم ابرو کا اشارہ پا کر ضائع کر چکے تھے۔ ایمان کو سب سے قیمتی دولت سمجھنے والوں کو یہ رسالہ مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔

۳۲۔ کنز الایمان فی ترجمہ القرآن

(۱۳۳۰ھ) متقدمین و متاخرین کی تفاسیر کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو ہر انصاف پسند کو یہ ماننا ہی پڑے گا کہ قرآن کریم کا جو امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ترجمہ کیا ہے اس کے کنزالایمان ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ ترجمہ دیگر تمام اردو تراجم سے بہتر اور واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔

برٹش گورنمنٹ کے پرفتن دور میں بعض گمراہ گروہوں نے بھی قرآن کریم کے ترجمے کئے، لیکن ان حضرات نے اپنے ترجموں کے ذریعے اپنے مخصوص عقائد و نظریات کو اپنے اپنے ترجمے میں جابجا ٹھونس کر ایسا بنا دیا ہے کہ ان کے قارئین کو ہدایت کی جگہ گمراہی ملے۔ آزادی کے بعد بھی بعض حضرات نے اسی ڈگر پر ترجمے کر کے اپنی گمراہ گری کی دکان کی رہبری کے نام پر خوب چمکایا ہے۔ ایسے کرم فرماؤں نے شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
(المتوفی ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔
(المتوفی ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء) کے ترجموں میں بھی جابجا تحریف کر کے اپنی مخصوص کاریگری پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہوئی ہے۔ دریں حالات اردو دان طبقے کے لئے کنزالایمان ہی قابل اعتماد ترجمہ ہے۔ جبکہ دیگر تراجم سے استفادہ کرنا خطرے سے خالی نہیں۔

۳۳۔ تدبیر فلاح و نجات و اصلاح

(۱۳۳۱ھ) انگریزوں نے اپنے عہد اقتدار میں مسلمانوں کو ہر لحاظ سے کچلنے اور بے دست و پا بنانے نیز ایمانی دولت سے انہیں محروم کر دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے سچے خیر خواہ یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اسلامیان ہند کو بتایا کہ ان کی فلاح و نجات کس راستے پر چلنے میں ہے اور قوم کی اس بگڑی ہوئی حالت کو کس طرح سنوارا جا سکتا ہے۔ نام نہاد مصلحین اور ریفارمروں میں بعض تو متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کی ترقی و کامرانی کا راز انگریزوں کی وفاداری میں مضمر بتاتے تھے اور دوسرے اس مقصد کے لئے انہیں زنار دوستی اور بت پرست نوازی کا سبق پڑھاتے تھے لیکن ان سب کے برعکس امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تلقین فرمائی کہ مسلمانوں کی فلاح و نجات اور ترقی و کامرانی کا راز اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے میں مضمر ہے۔ مسلمان اگر رضائے الٰہی کے جویاں رہیں' ملت اسلامیہ کا رخ حرم کی جانب رہے اور آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ بنے رہیں تو ترقی و کامرانی ان کا مقدر ہو کر رہ جائے گی اور ذلت کی موجودہ حالت سے نکل کر ان کی کشتی ساحل مراد پر جا لگے گی۔ یہ مختصر سا رسالہ آپ کی دور اندیشی' دوربینی' اصابت فکرونظر اور ایمانی فراست کا منہ بولتا ثبوت اور آپ کے مصلح اعظم ہونے کا آئینہ دار ہے۔

۳۴۔ احلی الاعلام ان الفتوی مطلقاً" علی قول الامام

(۱۳۳۴ھ) مفتی اگر حنفی المذہب ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر فتوی دے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ/۸۱۹ء) نے فرمایا ہے۔ "الناس کلھم عیال ابی حنیفہ

فی الفقہ" یعنی فقہ میں تمام لوگ (آئمہ و مجتہدین سمیت) امام ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں۔ جہاں اس نام سے رسالے کا سال تصنیف معلوم ہو رہا ہے۔ وہاں قول امام پر فتوی دینے کو احلی الاعلام قرار دینے سے اس بارے میں مصنف کا اپنا نظریہ بھی معلوم ہو رہا ہے۔

۳۵۔ قوانین العلماء فی متیمم علم عندزید الماء

(۱۳۳۵ھ) کوئی شخص تیمم کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔ اسے نماز سے پہلے یا نماز کے بعد یا دوران نماز معلوم ہو گیا کہ دوسرے شخص کے پاس پانی ہے۔ ایسے واقعہ کی جملہ ممکنہ صورتوں کے احکام' ان کے بارے میں علمائے کرام کے بیانات پیش کر کے ان کی اصلاح کی گئی ہے۔ ان بزرگوں کے ضابطے پیش کر کے سب کا جامع اپنا ضابطہ پیش کیا ہے جس کی نظیر سے فقہ کی کتابیں خالی ہیں۔

۳۶۔ الطلبہ البدیعہ فی قول صدر الشریعہ

(۱۳۳۵ھ) تیمم کے مذکورہ مسئلہ میں شرح وقایہ کے اندر حضرت صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق ظاہر مذہب کے خلاف واقع ہو گئی تھی۔ بعد کی تصانیف میں حضرات علمائے کرام نے اس پر تنقید کی ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس رسالے میں صدر الشریعہ رحمتہ اللہ علیہ کے اس قول کی ایسی نفیس شرح فرمائی ہے کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی روح بھی مارے خوشی کے پھڑک اٹھی ہو گی۔ اس شرح کے باعث مذکورہ قول پر ہمیشہ کے لئے بحث کا خاتمہ ہو گیا۔

۳۷۔ السنیقہ الانیقہ فی فتاوی الافریقہ

(۱۳۳۶ھ) یہ اس مجموعے کا تاریخی نام ہے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سو گیارہ سوال افریقہ سے برائے جواب آئے۔ یہ

محققانہ رسالہ ان سوالات کے جواب پر ہی مشتمل ہے۔ ان جوابات کو السنیقہ الانیقہ قرار دینا حقیقت پر مبنی ہے۔

۳۸۔الاستمداد علی اجیال الارتداد

(۱۳۳۷ھ) یہ اس رسالے کا تاریخی نام ہے۔ جو تین سو ساٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں دین متین سے پھر جانے والے بعض جیالے مرتدین کے دو سو تیس کفریہ اقوال کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ گمراہ گر برٹش گورنمنٹ کے جال میں پھنس گئے تھے اور اس کے چشم ابرو کا اشارہ پاکر مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگاکر تخریب دین و افتراق بین المسلمین کا کام کرتے تھے تاکہ ساحرین فرنگ سے منہ مانگی مراد پائیں اور دنیاوی چند روزہ زندگی آرام و راحت سے گزر جائے۔

۳۹۔النبلہ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ

(۱۳۳۷ھ) قرآن کریم کی آیت، چالیس احادیث اور فقہ کی ایک سو دس نصوص سے ثابت کیا ہے کہ کسی بھی بزرگ کے لئے تعظیمی سجدہ حرام ہے اور اس پر امت محمدیہ کا اجماع دکھایا گیا ہے۔ یہ بھی واضح کیا ہے کہ تعظیمی سجدے کو کفر و شرک بتانا بھی شریعت مطہرہ پر اتہام اور خود شریعت بنانا ہے۔ نیز اس کے جواز کا فتویٰ دینا بھی شرع پر افتراء اور خنزیر کو بکرا بنانا ہے۔ تعظیمی سجدے کی حرمت کو النبدہ الزکیہ قرار دینے سے مصنف کا نظریہ کتاب کا نام ہی پڑھنے سے سامنے آجاتا ہے۔

۴۰۔المحجہ المؤتمنہ فی آیہ الممتحنہ

(۱۳۳۹ھ) برٹش گورنمنٹ کے عہد میں جب آزادی کی تحریک زور پکڑتی جا رہی تھی تو بعض زنار دوست اور بت پرست نواز علماء نے ہندوؤں سے دوستی کو

جائز قرار دینے کی غرض سے سورۃ الممتحنہ کی ایک آیت سے استدلال کرنا شروع کر دیا اور اس کا مطلب منشائے ایزدی اور تصریحات علمائے کرام کے خلاف بیان کر کے اپنی گاندھویت کے لئے سہارا تلاش کرتے تھے تاکہ جاہلوں میں دینداری کا بھرم بنا رہے۔"کلوا واشربوا" میں بت پرستوں سے دھرم ملا رہے اور اپنوں میں بزرگی اور خلوص و للہیت کا تقوی یقین حکم جمار ہے۔

مجدد مائہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب بعض علماء اور لیڈر کہلانے والوں کی یہ ستم ظریفی دیکھی تو اس فتنے کا سد باب کرتے رہے اور گاندھویت کے تابوت میں آخری کیل اس رسالے کے ذریعے ٹھونکی۔ اس میں وہ تحقیق انیق فرمائی کہ گاندھوی علماء کے سارے حیلے حوالے زندہ درگور کر دئے۔ ان کے لئے بولنے اور اس مسئلہ پر زبان کھولنے کی گنجائش ہی باقی نہیں چھوڑی۔ اس تحقیقی رسالے نے اسلامیان ہند کا رخ حرم سے سومنات کی جانب پھیرنے والے علماء کی دینداری کا راز فاش کر کے رکھ دیا تھا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے تاریخی ناموں سے جہاں عقائد و نظریات اور بزرگان دین کے ادب و احترام کی خوشبو پھوٹ رہی ہے وہاں بعض تصانیف کے ناموں میں انتہائی لطافت شاعری اور حسن ادب بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً" ایک کتاب کا نام ہے۔ الزھر الباسم فی حرمہ الزکوۃ علی بنی ھاشم (سبحان اللہ) یعنی کلیاں اس بات پر مسکراتی ہیں کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام ہے۔ اگر اس طرح بعض خصائص کے لحاظ سے کتابوں کے نام مزید پیش کئے جاتے تو مضمون طویل ہو جائے گا جبکہ چالیس کتابوں کے نام بطور نمونہ پیش کر چکا ہوں اور میرا مقصود بھی یہی تھا کیونکہ چالیس کے عدد کی برکات عام مشہور اور تصانیف علمائے اعلام میں مسطور ہیں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس مختصر سے مقالے میں احقر کی جو غلطی

دیکھیں اس سے از راہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی ہو سکے اور اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں۔ خدائے ذوالمنن اپنے حبیب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس کاوش کو میرے لئے توشہ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا و مولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

گدائے در اولیاء

عبدالحکیم خاں اختر عفی عنہ

مجددی مظہری شاہجہان پوری

دارالمصنفین لاہور

ضروری وضاحت

۱۹۶۸ء میں مرکزی مجلس رضاء لاہور کا قیام عمل میں آیا جس کی تحریک پر مختلف اہل قلم اور علمائے کرام نے اسی سال اعلی حضرت کے فقہی مقام پر مضامین اور مقالات لکھے جن میں احقر کا مقالہ دوم قرار دیا گیا اور مجلس رضاء کی جانب سے شائع بھی ہوا۔ مذکورہ مقالے کی طباعت لیتھو پر ہوئی اور اغلاط بھی کافی رہ گئی تھیں۔ درست کر کے ایک نسخہ مجلس رضاء کو برائے طبع ثانی دیا ہوا ہے تاکہ دوبارہ آفسٹ پر چھپ سکے دیکھئے ایسا کب ہوتا ہے۔

۱۹۶۹ء میں مجلس رضا والوں (حکیم محمد موسی امرتسری محمد عارف رضوی اور راقم الحروف) نے منصوبہ بنایا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر مختلف عنوانات سے مضامین و مقالات لکھوائے جائیں اور جمع ہو جانے پر انہیں انوار رضا کے نام سے منظر عام پر لایا جائے۔ مختلف علماء کرام سے مضامین لکھنے کی ان دنوں درخواست کی گئی اور اکثر حضرات کی جانب سے مایوس ہونے کے بعد احقر نے اس مقصد کے تحت مندرجہ ذیل مضامین و مقالات لکھے۔

۱۔ اعلی حضرت کی تاریخ گوئی

۲۔ فاضل بریلوی کا معتدل مسلک

۳۔ بدعت اور اعلی حضرت

۴۔ کفر و شرک اور اعلی حضرت

۵۔ تکفیر میں اعلی حضرت کی احتیاط

۶۔ کنزالایمان کی خصوصیات

۷۔ بلبل باغ مدینہ

۸۔ پروانہ شمع رسالت

مذکورہ مضامین و مقالات میں سے اول الذکر مضمون احقر نے محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی کو بھی دکھایا۔ موصوف نے بعض بڑے مفید مشورے دئے اور ان کے تحت ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۷۰ء کو یہ مضمون دوبارہ لکھا گیا۔ حالات کی ستم ظریفی اور بعض احباب کی مخلصانہ نوازشوں کے باعث آج تک ان میں سے ایک بھی مقالہ منظر عام پر نہیں آسکا ہے۔ بہر حال قدرت کو یہی منظور تھا کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہے۔'

بعض حضرات کے معاندانہ رویہ کے باعث احقر کو بڑی مایوسی ہوتی تھی لیکن ہر قسم کے حوصلہ شکن حالات کے باوجود ناچیز کا راہوار قلم پوری برق رفتاری سے چلتا رہا اور ۱۹۷۴ء کے آخر تک امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر سات ہزار صفحات لکھ لئے تھے۔ جن میں معارف رضا کی چاروں جلدیں بھی ہیں جو تقریباً" چار ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک

ستم ظریفی کی انتہا اس وقت ہوئی جب یہ عصیاں شعار ڈیڑھ سال تک صاحب فراش رہا اور معارف رضا درگور ہو گئی۔ ان للہ وانا الیہ راجعون تو پڑھا لیکن قلمی میدان سے بڑی حد تک دل برداشتہ ہو گیا۔ جلد اول کے ساتھ اہل سنت و جماعت کے مستقبل کی جانب سے بھی مایوسی بڑھتی جاتی تھی کیونکہ

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جن بزرگوں نے قلم ہاتھ میں لیا تھا ان کا فیضان بفضلہ تعالیٰ شامل حال رہا اور انہوں نے بھی اس میدان سے اس نحیف و ناتواں کو بھاگنے نہیں دیا۔ کبھی نئے موضوعات پر لکھتا رہا اور کبھی پرانے مسودات کے مبیضے تیار کرنے میں مشغول رہا۔ غرضیکہ جو خدائے ذوالمنن کو منظور ہوا۔ وہ کرتا رہا اور جو نہ کر سکا وہ اسے منظور ہی نہ تھا۔ آئندہ بھی وہی کچھ کر سکوں گا جو اس قادر مطلق کو منظور

ہو گا۔

یہ ناچیز نااہلی اور علمی بے مائیگی کے باوجود ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں رضائے حبیب کے لئے راہوار قلم کے سہارے دیار حبیب کی جانب روانہ ہوا تھا جس نے اپنی لگن لگائی ہے کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچانا بھی اسی ناخدا کا کام ہے۔ احقر نے تو بارگاہ رسالت میں اسی وقت عرض کر دیا تھا۔

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں یہ چھوڑی لنگر اٹھا دئے ہیں

۲۹ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ
۱۳ جولائی ۱۹۸۰ء

حواشی

۱۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور ص ۱۲

۲۔ احمد رضا خاں، مجدد، حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۴۷

۳۔ ابدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۶۳ء ص ۶۸

۴۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: یاد اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۱۱ تا ۱۴

۵۔ محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند اردو، مطبوعہ کراچی، ص ۶۴

۶۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ص ۶۸

۷۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص ۶۹۔۷۰

۸۔ ایضاً" ص ۷۰

۹۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۵

۱۰۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: یاد اعلیٰ حضرت ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء، ص ۴۰

۱۱۔ محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند اردو، مطبوعہ کراچی،

۱۲۔ حامد رضا خاں، مولانا الاجازات المتینہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۲۳۹

۱۳۔ بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لکھنو ۱۹۶۳ء ص ۱۷۴

۱۴۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علماء جاز کی نظر میں، ص ۱۳۲

۱۵۔ ایضاً": ص ۱۵۷ تا ۱۶۱

۱۶۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: یاد اعلیٰ حضرت، ص ۵۰

۱۷۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا: سراج الفقہاء مطبوعہ لاہور، ص ۳۳

۱۸۔ رشید احمد گنگوہی، مولوی: فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۴۱۸

۱۹۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں، ص ۱۶۱

۲۰۔ حامد رضا خاں، مولانا: الاجازات المتینہ مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ ص ۲۵۸

۲۱۔ احمد رضا خاں، مجدد، کفل الفقیہ الفاہم، مطبوعہ گلزار عالم پریس لاہور، ص ۱۶۷۔۱۶۸

۲۲۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۴۷

۲۳۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات، ص ۱۸

۲۴۔ بدرالدین احمد، مولانا: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۶۸۔۱۶۹

۲۵۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۳۱

۲۶۔ محبوب علی خاں، مولانا: حدائق بخشش حصہ سوم، ص ۹۵

۲۷۔ محبوب علی خاں مفتی: حدائق بخشش: حصہ سوم، ص ۹۸

۲۸۔ ایضاً": ص ۹۸

۲۹۔ ایضاً": ص ۹۸

۳۰۔ محبوب علی خاں، مولانا: حدائق بخشش، حصہ سوم، ص ۱۰۰

۳۱۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلی حضرت، ص ۱۳۷

۳۲۔ محبوب علی خاں، مولانا: حدائق بخشش، حصہ سوم ص ۹۶

۳۳۔ محبوب علی خاں، مفتی: حدائق بخشش، حصہ سوم، ص ۱۰۰-۱۰۱

۳۴۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلی حضرت، ص ۱۳۴

۳۵۔ حسن رضا خاں، مولانا: ذوق نعت، مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۴، ۱۳۵

۳۶۔ محبوب علی خاں، مفتی: حدائق بخشش، حصہ سوم، ص ۱۰۳

۳۷۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلی حضرت، جلد اول، ص ۵۴ - ۵۶

۳۸۔ محبوب علی خاں، مولانا: حدائق بخشش، حصہ سوم، ص ۱۰۲

۳۹۔ ظفرالدین بہاری، حیات اعلی حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۶

۴۰۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلی حضرت جلد اول ص ۱۳۷

۴۱۔ غلام معین الدین، مفتی: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۱۷۶

۴۲۔ ظفرالدین بہاری، مولانا: حیات اعلی حضرت جلد اول ص ۱۳۲، ۱۳۳

۴۳۔ ایضاً: ص ۳۰۳

۴۴۔ قاضی فضل احمد، مولانا: انور آفتاب صداقت، جلد اول، ص ۴۰۴، ۴۰۵

۴۵۔ ایضاً: ص ۴۰۶

۴۶۔ حسنین رضا خاں، مولانا: وصایا شریف مطبوعہ لاہور، ص ۲۱

۴۷۔ پ ۳ سورۃ آل عمران، آیت ۳۱ ۴۸۔ احمد رضا خاں، مجدد: فتاوی رضویہ جلد دوم

النجوم الشہابیہ

جس میں دیوبندی تراجم کی اغلاط کی نشاندہی کی گئی ہے۔

علماء کرام کی تصدیقات کے ساتھ

ناشر

غوثیہ بک ڈپو مرید کے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور

☆ حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

شرحِ فُتوحُ الغیب

شارح

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

مترجم

مفتی ظہور احمد جلالی

ناشر

غوثیہ بک ڈپو مرید کے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور

☆ حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

اہل محبت کیلئے ایک عظیم خوشخبری

شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

کی معرکہ آموز کتاب

شرح فتوح الغیب

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کا

اردو شرح چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے

برائے رابطہ

مکتبہ حامدیہ	گنج بخش روڈ لاہور فون نمبر 7232359
ضیاء القرآن	گنج بخش روڈ لاہور
حجاز پبلی کیشنز	سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور
مسلم کتابوی	دربار مارکیٹ لاہور
مکتبہ رضوان	گنج بخش روڈ لاہور فون نمبر 7115761